بسم اللہ الرحمن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کردیگا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ فَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ ہٰذِہِ الْفِئَۃِ

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

البدر

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

بیا در بزم احمد تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

...کو ہیم بانو گرآئی چہار در قادیاں بینی
...دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۱ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دار الامان قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداروں کو اطلاع اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اسکے اجرا اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اسکی بروقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لیے ضرورت ہے کہ اسکی اشاعت کم از کم پندرہ سو ہو اس لیے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سٹاف نا مکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ اسکی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد پورا کرکے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ وار بنادیں اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجا لانیکی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضاء قدر سے ہر ایک لاچار ہے **منیجر**۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام او
مہر او با شیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبرہائے معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
بادہ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خدا ست
ہر کہ انکار آورد از اشقیاست

آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت ست
معجزات انبیاء سابقین
یک قدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بر این از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۳ بار آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ (۳ بار) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لیے دعا کرتے ہیں +)

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اسوقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کیوقت مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنیکے لیے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا +

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو +

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسے ۱۴ سال ہوئے ہیں جبکہ السید اپنے نور سعیدوں کے ساتھ اس چہار دہم سال کی یاد ... فتح و نصرت کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اسوقت خصوصاً کیا ضرورت درپیش ہے

ہماری مقامی اخبارات میں شایع ہو چکا - اور قوم پڑھ چکی ہے - کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا - اور رائے ظاہر کی کہ مدرسہ انگریزی کرنے کے لیئے بہت کچھ ضرورت ہے - اور بعض نقصونکی تلافی ہوجانے کے بعد جو رائے اب مین انکی طرف سے لکھی گئی ہیں - مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرین گے - منجملہ ان نقصون کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کیمتعلق نکالی - اور انکی تلافی پر زور دیا ہے - چند کمرون کا زیادہ کرنا ہے - اور یہ کہ ہر ایک استاد کے آگے ایک میز اور ایک کرسی ہونی چاہیئے - وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے - اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے - اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجائے اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد مین یا جلدی مدد کرنیمین سہل انگاری کی جائے - تو کسقدر ضرر کا احتمال ہے -

سردست **پانسو روپے** کیضرورت ہے - اور یہ رقم نہی اور **زندہ قوم** کی بلند ہمتی اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں - اگر ایسا ہو کہ **سیالکوٹ** کی جماعت ایک سو اور **لاہور** کی جماعت ایکسو اور **کپور تہلہ** کی جماعت کم از کم پچاس اور **گوجرانوالہ** کی جماعت پچاس - اور **حیدر آباد دکن** کی جماعت ایک سو بہم پہنچا دیں - اور اسیطرح دوسرے **شہروں** کی اپنی **استطاعت** کیموافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور سے کام ہو جاتا ہے -

امید ہے - کہ ہمارے مکرم معظم **دوست** اور خدا تعالی کے **انعامات** خاصہ کے **مورد** احباب جن کے اسمائے گرامی ذیل مین ثبت ہوتے ہین - **خصوصاً** - اس طرف توجہ مبذول فرمائین گے - اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دین گے -

شیخ رحمت اللہ صاحب - منشی **تاج الدین** صاحب - سید **محمد حسین** صاحب اسسٹنٹ سرجن - مرزا **یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن - حکیم **محمد حسین** صاحب قریشی شیخ **نور محمد** صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت - منشی **محمد نواب خان** - صاحب تحصیلدار صاحب - گوجرات - خواجہ **جمال الدین** صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں - خصوصاً منشی **عبد العزیز** صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ - **محمد اسمٰعیل** صاحب ماسٹر ٹیلر - میرٹھ - شیخ **عطاء محمد** صاحب سب اوورسیر ایبٹ آباد ہزارہ - شیخ **نور احمد** صاحب بلیڈر ایبٹ آباد - ہزارہ - منشی **عزیز بخش** صاحب ریکارڈ کیپر - ڈیرہ غازی خان - بابو **غلام احمد** صاحب انسپکٹر

داک خانہ جات گلگت -

اگر یہ بزرگ ناصران ملت معقول قیمین عنایت کرین گے - تو امید ہے - ان شاء اللہ تعالیٰ - گدائی کا دامن زیادہ پھیلانے کیضرورت نہین پڑیگی - امید ہے - کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہو سکے - خدا تعالیٰ کی راہ مین قدم اٹھانے سے کوتاہی نہیں کرین گے

المعلن خاکسار عبد الکریم قادیان

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

کچھ عرصہ ہوا - کہ میاں نور احمد صاحب نور زمیندار حضرة مولنا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلیئے ایک مکان بنوانے کیواسطے مخدومی و مکرمی حضرة مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تھی - اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلیئے اس چھوٹی سی خدمت میں پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا - اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاویگی - تعمیر مکان کا کام شروع بھی کر دیا گیا تھا - لیکن آجتک جو اس تحریک پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے - سوائے ان رقوم کے جن کا ذکر اس تحریک مین بھی کیا گیا تھا - صرف ۵ کی رقم جسمیں بڑا حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب عطا محمد صاحب اوورسیر ایبٹ آباد کا ہے - وصول ہوئی ہے - جو بالکل ناکافی ہے - آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے - اسلیئے ضروری ہے - کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے - ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے - اس کے بھی برباد ہونے کا اندیشہ ہے اس کے لیئے ضرورة ہے - اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر مین حصہ لینا چاہتے ہین - بہت جلدی جس قدر ہو سکے روپیہ بھیجکر اس کام کے سر انجام دینے مین مدد دین - اور رقم مطلوبہ کو جس کا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہے - پورا کر دین - اس مین شک نہین - کہ اس سلسلہ مین آئے دن...... دینی کامون کیلیئے چندونکی تحریک ہوتی رہی ہے - اور ابھی اس کے ساتھ ہی مین خود ایک اور تحریک بھی کرتا ہون - لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ دینی خدمات کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکھتے ہون - وہ ضرور اس کار خیر مین حصہ لین -

رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہیں - شیخ رحمت اللہ صاحب ۵ - شیخ عطاء محمد صاحب ۵ - چندہ معرفت ماسٹر عبد الرحمن صاحب ۱۶ - مفتی محمد صادق صاحب ۵

مولوی شیر علی صاحب ۵ - میان نواب الدین صاحب ۸ - سید محمد علی صاحب نے علاوہ چندہ کے ایک کوٹھی کی چھت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے -

مولوی امام الدین صاحب مدرس گولیکے ۵ - بابو نذیر الدین صاحب گولڑہ ۵ - میان خیر الدین صاحب گارڈ ۵ - عبد العزیز صاحب کوہاٹ ۲ - منشی نذیر الدین صاحب بہاموعہ

۲۹ مئی ۱۹۰۶ء

توسیع اشاعت

مصروفیت کی وجہ سے ابھی تک ہم ان احباب کی تعداد معلوم...... نہین کر سکے - جنہون نے البدر کی خریداری سے کنارہ کشی اختیار کی ہے - حتی الوسع جلد تر معلوم کر کے شائع کیجاویگی

(۱) مولا بخش صاحب محرر کچہری سیالکوٹ - سید برکات النبی صاحب سانبھر - محمد کرم الہی صاحب پٹیالہ - بابو نبی بخش صاحب - شملہ - بابو غلام محمد صاحب عبد اللہ بہلوری ایک ایک خریدار البدر کو عطا فرماتے ہین

(۲) مولوی محمد اسمعیل صاحب گریا سے البدر کے اجرا کی درخواست ارسال کرتے ہین

رسید زر لغایت ۷ جون ۱۹۰۶ء

ممتاز علی خان صاحب یادگار مرحوم ۲/۶
ممتاز علی ... ... محمد امانت ۱/۰ *
شیخ محمد رمضان صاحب ازلودہران ۱/۳
محمد شریف صاحب از صوابی ۲/۶
میان عبد و خلیفہ صاحب منی پور ۲/۶
میان نور محمد صاحب منی پور ۲/۶
حکیم محمد یسین صاحب جالندھر ۱/۳
بابو عطاء محمد صاحب سیالکوٹ ۱/۳
میر محمد اسمٰعیل صاحب لاہور ۲/۶
الیس این - احمد صاحب چکروتہ ۲/۶
مولوی عبد الحنان صاحب پشاور ۲/۶
چوہدری حسین بخش راولپنڈی ۲/۶
ملک فتح خان گوجرانوالہ ۲/۶

وزیر خان صاحب گوجرانوالہ ۲/۶
حافظ محمد یوسف وزیر آباد ۱/۱۲
حافظ غلام محمد پیرکے ۱/۱۲
مستری فیض احمد جموں ۲/۶
بابو اصغر علی صاحب لائل پور ۲/۶
عمر الدین وغیرہ صاحبان پنڈی بھٹیان ۲/۶
روشن دین معرفت منشی نظام الدین صاحب افریقہ ۲/۶
جان محمد صاحب ہیلان ۲/۶
سلطان احمد رجوعہ ۲/۶
چوہدری اللہ داد بھٹیال ۲/۶
میر اعجاز حسین ۲/۶
غلام احمد صاحب گیام ۲/۶

اطلاع

نمبر ۲۲ و ۲۳ لغایت ۱۶ جون بھی انشاء اللہ تعالی عنقریب خدمت مین پہنچکر کمی کو پورا کر دیگا (مینجر)

* یہ رقم امانت ادا کر دی گئی ہے

ملفوظاتِ احمدیہ

بقیہ تقریر جو کہ حضرت اقدس نے نواب احسن علی خان صاحب کی تشریف آوری پر فرمائی

اذان کیوقت بات کرنا

البدر نمبر ۱۶-۱۷ میں جو تقریر درج ہوئی تھی وہ اسجگہ ختم ہوگئی

اسکے بعد عصر کی اذان ہوئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلےٰ صاحب خاموش ہو گئے - حضرت نے فرمایا کہ اذان میں باتیں کرنی منع نہیں ہیں آپ اگر کچھہ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے انکو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ برا نتیجہ پیدا کرتی ہیں - جو شکوک پیدا ہوں انکو فوراً باہر نکالنا چاہیئے - یہ بری غذا کیطرح ہوتی ہیں اگر نکالی نہ جائیں تو سُوءِ ہضمی ہو جاتی ہے - جب یہ حضرت فرما چکے تو سلسلہ کلام حسب ذیل طریق پر شروع ہوا -

مشیر اعلیٰ - میرے نزدیک اہم امور یہی ہیں جو ان الفاظ کے متعلق میں نے پوچھے ہیں -

نواب صاحب - حضرت کے اشتہار میں بھی یہی ہے اور زبانی بھی وہی ارشاد فرمایا ہے -

حضرت اقدس دراصل انسان کو بعض اوقات ایسے ہی مشکلات پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو تو وہ ان مشکلات میں پڑ کر ہدایت اور حقیقت کی راہ سے دور جا پڑتا ہے - یہودیوں کو بھی اسی قسم کے مشکلات پیش آئے - انہوں نے **توریت** میں بھی یہی پڑھا تھا کہ خاتم الانبیاء انہی میں ہوگا - وہ ان الفاظ پر جمے ہوئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ان کو آپ کے قبول کرنے میں یہی دقت اور مشکل پیش آئی کہ خاتم الانبیاء تو ہم میں ہی سے ہوگا - مگر انکو یہی جواب ملا کہ تم نے جو کچھہ سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے - آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسمٰعیل میں سے ہونے والا تھا اور وہ بھی تمہارے بھائی ہیں + تم اس سوال پر مت جھگڑو - بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نبوت کے ثبوت دیکھو آیا اسمیں ہیں یا نہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کے خواص اور نشانات اسکے ساتھ ہیں تو پھر تمہیں ماننے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے +

اسیطرح پر انہوں نے ملاکی نبی کی کتاب میں پڑھا ہوا تھا کہ حضرت عیسےٰ کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اُتریگا لیکن جب حضرت مسیح نے اپنا دعوےٰ پیش کیا تو اسوقت یہود اسی ابتلاء میں پھنسے انہوں نے مسیح سے یہی سوال پیش کیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا ضروری ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ سچ مچ وہی ایلیا آئیگا اور ایک طرح پر وہ یہ معنے سمجھنے میں حق پر تھے کیونکہ اس سے پہلے کوئی ایسا واقعہ اور نظیر انمیں موجود نہ تھی + لیکن حضرت مسیح نے یہی کہا کہ آنے والا ایلیا یوحنا یعنی ذکریا کے رنگ میں آگیا ہے + وہ اسبات کو بھلا کب مان سکتے تھے ایک یہودی نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے اور وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ان **واقعات** کے ہوتے ہوئے ہم مسیح پر کسطرح ایمان لائیں بلکہ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم **ملاکی** نبی کی کتاب کھول کر آگے رکھدیں گے -

غرض ظاہر الفاظ پر آنیوالے بعض اوقات سخت دھوکا کھا جاتے ہیں پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات سے ضرور کام لیا جاتا ہے جو شخص ان کو ظاہر الفاظ پر ہی حمل کر بیٹھتا ہے اسے عموماً ٹھوکر لگ جاتی ہے + اصل بات یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا جو شخص خدا کیطرف سے آنیکا مُدعی ہے وہ ان معیاروں کے رُو سے سچا ٹھہرتا ہے یا نہیں جو راستباز کے لئے مقرر ہیں؟ پس اگر وہ ان معیاروں کی رُو سے صادق ثابت ہو تو سعادتمند اور متقی کا یہ فرض ہے کہ اسپر ایمان لاوے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کی شناخت کیلئے تین بڑے معیار ہوتے ہیں -

اول یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بھی اسکی موید ہیں یا نہیں -

دوم اسکی تائید میں سماوی نشانات صادر ہوتے ہیں یا نہیں -

سوم نصوص عقلیہ اسکے ساتھ ہیں یا نہیں یا آیا وقت اور زمانہ کسی ایسے مدعی کی ضرورت بھی بتاتا ہے یا نہیں؟ ان تینوں معیاروں کو ملا کر جب کسی مامور اور راستباز کی نسبت غور کیا جاوے گا تو حقیقت کھل جاتی ہے -

میرا دعوےٰ ہے کہ میں خدا کیطرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اب میرے دعویکو پرکھہ دیکھلو کہ آیا ان تین معیاروں کے رُو سے سچا ثابت ہوتا ہے یا نہیں -

سب سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ وقت کسی مدعی کی ضرورت کا داعی ہے یا نہیں؟ پس ضرورت تو ایسی صاف ہے کہ اسپر زیادہ کہنے کی بھی ضرورت ہی نہیں **اسلام** پر اس صدی میں وہ وہ حملے کئے گئے ہیں جبکے سننے اور بیان کرنے سے ایک مسلمان کے دل پر لرزہ پڑتا ہے - سب سے بڑا فتنہ اس زمانہ میں نصاریٰ کا فتنہ ہے - جنھوں نے اسلام کے استیصال کیواسطے کوئی دقیقہ فرو گذاشت ہی نہیں کیا انکی کتابوں اور رسالوں اور اخباروں اور اشتہاروں کو جو اسلام کے خلاف ہیں اگر جمع کیا جاوے تو ایک بڑا پہاڑ بنجاتا ہے اور پھر تیس لاکھ کے قریب مرتد ہو چکے ہیں + اسکے ساتھ آریوں - برہموؤں اور دوسرے آزاد خیال لوگوں کو ملا لیا جاوے تو پھر دشمنانِ اسلام کے حملوں کا **وزن** اور بھی بڑھ جاتا ہے اب ایسی صورت میں کہ **اسلام** کو پاؤں کے نیچے کچلا جا رہا ہے کیا ضرورت نہ تھی کہ خدا تعالےٰ اپنے سچے دین کی حمایت کرتا اور اپنے وعدہ کے موافق اسکی حفاظت فرماتا اور اگر عام حالت کو دیکھا جاوے تو وہ ایسی خراب ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے - فسق و فجور کا وہ حال ہے کہ علانیہ بازاری **عورتیں** بدکاری کرتی ہیں - معاملات کیحالت بگڑی ہوئی ہے - تقویٰ و طہارت اٹھہ گیا - وہ لوگ جو اسلام کے حامی اور محافظ شرع متین کہلاتے تھے انکی خانہ جنگی اور اپنی عملی حالت کی کمزوری نے اور بھی ستم برپا کر رکھا ہے عوام جب انکی حالت بد دیکھتے ہیں تو وہ **حدود اللہ** کے توڑنے میں اور بھی دلیری سے کام لیتے ہیں - غرض اندرونی اور بیرونی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے +

پھر دیکھنا ہے کہ آیا قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں کسی آنیوالے کا وعدہ دیا گیا ہے سو قرآن شریف نے بڑی وضاحت کے ساتھ دو سلسلوں کا ذکر کیا ہے ایک وہ سلسلہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پر آکر ختم ہوا اور دوسرا سلسلہ جو اسی سلسلہ کے مقابل پر واقع ہوا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ہے چنانچہ **توریت** میں بھی آپ کو مثیل موسےٰ کہا گیا اور قرآن شریف میں بھی آپ کو مثیل موسےٰ ٹھہرایا گیا ہے جیسے فرمایا ہے **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا** پھر جسطرح پر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت مسیح علیہ السلام پر آکر ختم ہو گیا اسی سلسلہ کی مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اسیوقت اور اسی زمانہ پر جب حضرت مسیح حضرت موسےٰ کے بعد آئے تھے مسیح محمدی بھی آتا - اور یہ بالکل ظاہر اور صاف بات ہے کہ مسیح

موسوی چودھویں صدی میں آیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ
مسیح محمدی بھی چودھویں صدی میں آتا اگر کوئی
اور نشان اور شہادت نہ بھی ہوتی تب بھی اس سلسلہ
کی تکمیل چاہتی تھی کہ اسوقت مسیح محمدی آوے
مگر یہاں تو صدہا اور نشان اور دلائل ہیں پھر آنے والیکو
اسی امت میں سے ٹھیرایا گیا ہے جیسے وَعَدَ اللّٰہُ ا
لذین اٰمنوا وعملوا الصالحات منکم لیستخلفنھم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم
میں فرمایا گیا ہے اور اسیطرح پر احادیث میں بھی آنیوالا
اسی امت سے ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وامامکم
منکم - اب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بوضاحت
شہادت دیتے ہیں کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں
سے ہوگا اور ضرورت بجائے خود داعی
ہے کیونکہ اسلام پر سخت حملے ہو رہے ہیں اور کوشش کیجاتی
ہے کہ جہاں تک ان مخالفوں کا بس چلے اسلام کو نابود کردیں
پھر دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ اسکے آنیکا وقت کونسا
ہے - سلسلہ موسوی کے ساتھ مماثلت تامہ کا تقاضا
صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود جو اسی
امت میں سے ہوگا چودھویں صدی میں آنا چاہیئے
اسکے علاوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے
آنے کا وہ وقت ہے جبکہ صلیب پرستی کا غلبہ ہوگا
کیونکہ کسر صلیب اسکا کام ٹھہرایا گیا ہے ان سب کے
علاوہ ایک انقلاب عظیم کی خبر قرآن شریف سے معلوم
ہوتی ہے کہ وہ اسوقت آئیگا وہ انقلاب کیا ہے یہ کہ سواری
بھی بدل جائیگی اونٹوں اور اونٹنیوں کی سواریاں بیکار
ہو جائیں گی اب دیکھو کہ ریلوے کے ایجاد نے اس
پیشگوئی کو کسطرح پورا کیا ہے اور اب تو یہ حال ہے کہ حجاز
ریلوے جو بن رہی ہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ
اور مکہ کے درمیان بھی ریل ہی دوڑتی نظر آئیگی + اور
پھر اخبارات اور رسالجات کی اشاعت کے اسباب
کا پیدا ہو جانا جیسے پریس ہے - ڈاک خانہ ہے اور تاروں
کے ذریعہ سے کل دنیا ایک شہر کے حکم میں ہو گئی ہے دریا
چیرے گئے ہیں اور نہریں نکالی جارہی ہیں طبقات
الارض کے عالموں نے زمین کے طبقات کو کھود ڈالا ہے
غرض وہ تمام ایجادات اور علوم وفنون کی ترقیاں جو
مسیح موعود کے زمانہ کی علامتوں میں .... قرار دیگئی تھیں
پوری ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں اسکے بعد انکار اور
شبہ کی کونسی گنجائش باقی رہتی ہے اسوقت خداتعالے کیطرف
سے کسیکا آنا اور مامور ہونا افسوسناک بات نہیں بلکہ
افسوسناک یہ امر ہوتا اگر کوئی مامور ہو کر نہ آیا ہوتا
ان علامات اور نشانات کو چھوڑ کر ایک اور بات بھی
اسکی تائید میں ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ اور اکابر
امت جو پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے قبل از وقت
میرے آنیکی خبر دی ہے بعض نے میرا نام لیکر پیشگوئی
کی ہے اور بعض نے اور الفاظ میں بیان کی ہے انمیں سے
شاہ نعمت اللہ ولی نے شہادت دی ہے اور میرا نام
لیکر بتایا ہے - اسیطرح پر ایک اہل اللہ بزرگ
گلاب شاہ مجذوب تھے جنھوں نے ایک شخص کریم بخش
ساکن جمال پور ضلع لودھیانہ سے میرا نام لیکر پیشگوئی
کی ہے اور اسنے کہا کہ وہ قادیان میں ہے کریم بخش
کو قادیان کا شبہ پڑا کہ شاید لودھیانہ کے قریب
قادیان میں ہوں مگر آخر اسنے بتایا کہ یہ قادیان نہیں
اور اسنے یہ بھی بتایا کہ وہ لودھیانہ میں آئے گا اور
مولوی اسکی مخالفت کرینگے + چنانچہ اسکا یہ سارا بیان
چھپ چکا ہے اور کل گاؤں کریم بخش کی راستبازی
اور نیکوکاری کی شہادت دیتا تھا - اور جسوقت وہ
بیان کرتا تھا تو رو پڑتا تھا - اسنے گلاب شاہ سے یہ
بھی کہا کہ عیسٰے تو آسمان سے آئے گا اسنے جواب دیا
کہ جو آسمان پر چلا جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آیا کرتا -
اس پیشگوئی کے موافق کریم بخش میری جماعت میں
داخل ہوا بہت سے لوگوں نے اسکو روکا اور منع
بھی کیا مگر اسنے کہا کہ میں کیا کروں یہ پیشگوئی پوری
ہو گئی ہے - میں اس شہادت کو کیونکر چھپاؤں -
غرض اسی طرح بہت سے اکابر امت گذرے ہیں
جنھوں نے میرے لیئے پیشگوئی کی اور پتہ بتایا -
بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی جو چراغ دین
۱۲۶۸ ہے -

اور اسکے علاوہ وہ نشان جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بتائے تھے وہ بھی پورے ہو گئے منجملہ انکے
ایک کسوف وخسوف کا نشان تھا - جب تک کہ
یہ کسوف وخسوف نہیں ہوا تھا یہ مولوی جواب
میری مخالفت کیوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی بھی تکذیب کر رہے ہیں اسکی سچائی کے قائل
تھے اور یہ نشان بتاتے تھے کہ مسیح ومہدی کا یہ نشان
ہوگا کہ رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو
گرہن ہوگا - لیکن جب یہ نشان میرے دعوے کی
صداقت کے لئے پورا ہو گیا تو پھر جس منہ سے اسکا
اقرار کیا کرتے تھے اسی منہ سے انکار کرنیوالے ٹھہرے
کسی نے تو سرے سے اس حدیث ہی کا انکار کر دیا اور
کسی نے اپنی کم سمجھی اور نادانی سے یہ کہدیا کہ چاند
کی پہلی تاریخ کو گرہن ہونا چاہیئے - حالانکہ پہلی رات
کا چاند تو خود گرہن ہی میں ہوتا ہے اور علاوہ بریں
حدیث میں تو قمر کا لفظ ہے جو پہلی رات کے چاند پر بولا ہی نہیں
جاتا + غرض اسطرح پر جسقدر نشان تھے وہ پورے ہو گئے
مگر یہ لوگ ہیں کہ محض میری مخالفت کیوجہ سے خداتعالےٰ
اور اسکے سچے اور پاک رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا بھی انکار کر رہے ہیں اور آپکی تکذیب کی بھی کچھ
پروا نہیں کرتے - ان نشانات اور علامات کے بعد پھر
یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے کہ مدعی کے اپنے ہاتھ
پر کوئی نشان اسکی تصدیق کیلئے ظاہر ہوا ہے یا نہیں
اسکے لئے میں کہتا ہوں کہ اسقدر نشان اللہ تعالےٰ
نے ظاہر کیئے ہیں کہ انکی تعداد ایک دو نہیں بلکہ
سینکڑوں اور ہزاروں تک پہونچی ہوئی ہے اور
اگر میری جماعت کو خداتعالےٰ کی قسم دیکر پوچھا جائے
تو میں امید نہیں کرتا کہ کوئی شخص ایک بھی ایسا نکلے جو
یہ کہے کہ مینے کوئی نشان نہیں دیکھا اور پھر یہ کہ نشانوں
کی بارش برس رہی ہے - اولیاء اللہ کی اسی لئے
حرمت اور تکریم کیجاتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ
جو تعلق رکھتے ہیں اس تعلق کا ایک زندہ اور سچا نمونہ پیش
کرتے ہیں یعنے خوارق کا صدور انسے ہوتا رہتا ہے اور
نشانات ہی سے وہ سب واجب العزۃ ہوتے ہیں پھر
اس صورت میں مجھے حق ہے کہ وہ لوگ جو میری اس بات سے
کہ میں امام حسین سے افضل ہوں ......
گھبراتے ہیں بجائے اسکے کہ مجھپر اعتراض کریں صاف
طور پر میرے مقابلہ میں آئیں میں انسے پوچھوں گا کہ
جس قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ ہونیکے
پیش کرتا ہوں اسی قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو
اور پھر اسی قدر تعداد میں دکھاؤ - میں مرثیہ نہیں
سنوں گا - بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا - جسکو
حوصلہ ہے اور جو امام حسین رضی کو سجدے کرتے ہیں وہ
انکے خوارق اور نشانات کی فہرست پیش کریں اور
اور دکھائیں کہ کسقدر لوگ ان واقعات کے گواہ ہیں
اس مقابلہ میں یقیناً یہ ماننا پڑیگا کہ واقعات میں قافیہ
تنگ ہے مبالغہ سے ایک بات کو پیش کر دینا اور ہے لیکن
حقیقی طور سے واقعات کی بناپر اسے ثابت کر دکھانا
مشکل ہے -

اصل بات یہ ہے کہ جو خداتعالےٰ کا سچا پرستار
ہے اسے کسی دوسرے سے کیا واسطہ ؟ ضرورت اس
امر کی ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ آیا وہ شخص جو
خدا کیطرف سے ہونیکا مدعی ہے اپنے ساتھ
دلائل اور نشانات بھی رکھتا ہے یا نہیں جب ثابت
ہو جائے کہ وہ واقعی خدا کیطرف سے ہے تو اسکا
فرض ہے کہ ارادت کو منتقل کرے -

غرض یہ تین ذریعہ ہیں جنسے ہم کسی مامور من اللہ کو شناخت کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ میرا سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے اس منہاج کو چھوڑ کر جو اسکو آزمانا چاہے وہ غلطی کھاتا ہے اور اسکو راہ راست مل نہیں سکتا۔ لیکن منہاج نبوت پر میرے ساتھ دلائل ہیں اور آیات اللہ کا زبردست لشکر ہے اگر کوئی اسپر بھی نہ مانے تو میں مجبور نہیں کر سکتا یہ کاروبار اور سلسلہ میرا قائم کردہ تو ہے نہیں خدا نے اسکو قائم کیا ہے اور وہی اسکی اشاعت کر رہا ہے۔ انسانی تجاویز اور منصوبے چل نہیں سکتے آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ وہ شخص بڑا ہی ظالم اور خبیث ہے جو خود ایک بات گھڑتا ہے اور پھر لوگوں کو کہتا ہے کہ مجکو وحی ہوتی ہے ایسے لوگ دنیا میں کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہو سکتے خدا تعالےٰ ایسے ظالم اور مفتری کو مہلت نہیں دیتا لیکن اگر ایک شخص خدا تعالےٰ کا نام لیکر ایک وحی پیش کرتا ہے اور خدا تعالےٰ اسکو سچا کرتا ہے اور اسکی تائید و نصرت کر رہا ہے تو پھر اس سے انکار کرنا اچھا نہیں پس انسان کو چاہیئے کہ شب پرہ کیطرح نہ ہو عجب روشنی اسوقت پھیل رہی ہے اس سے منہ موڑنا خوب نہیں۔ ہر شخص جو اعتراض اور نکتہ چینیاں رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اس دروازہ پر بیٹھکر اپنے شکوک کو رفع کرے لیکن جو یہاں تو بیٹھتا نہیں اور دریافت نہیں کرتا اور گھر جا کر نکتہ چینیاں کرتا ہے وہ خدا کی تلوار کے سامنے آتا ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا۔

دیکھو

افترا کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور مفتری ہمیشہ خائب و خاسر رہتا ہے قد خاب من افتریٰ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو افترا کرے تو تیری رگ جان ہم کاٹ ڈالیں گے اور ایسا ہی فرمایا من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔

ایک شخص ان باتوں پر ایمان رکھکر افترا کی جرات کیونکر کر سکتا ہے۔ ظاہری گورنمنٹ میں ایک شخص اگر فرضی چپڑاسی بن جائے تو اسکو سزا دیجاتی ہے اور وہ جیل میں بھیجا جاتا ہے تو کیا خدا ہی کی مقتدر گورنمنٹ میں یہ اندھیر ہے کہ کوئی شخص جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کرے اور پکڑا نہ جائے بلکہ اسکی تائید کیجائے اسطرح تو دہریت پھیلتی ہے خدا تعالےٰ کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے پھر کون نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ ۲۵ سال سے قائم ہے اور لاکھوں آدمی اسمیں داخل ہو رہے ہیں یہ باتیں معمولی نہیں بلکہ غور کرنیکے قابل ہیں محض ذاتی خیالات بطور دلیل مانے نہیں جا سکتے۔ ایک ہندو جو گنگا میں غوطہ مار کر نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ میں پاک ہو گیا ہوں بلا دلیل اسکو کون مانے گا بلکہ اس سے دلیل مانگے گا پس میں نہیں کہتا کہ بلا دلیل میرا دعویٰ مان لو نہیں منہاج نبوت کیلئے جو معیار ہے اسپر میرے دعوے کو دیکھو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خدا سے وحی پاتا ہوں اور منہاج نبوۃ کے تینوں معیار میرے ساتھ ہیں اور میرے انکار کے لئے کوئی دلیل نہیں

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مجلس مولود

مجلس مولود کی نسبت ایک شخص نے حضرت اقدس سے بذریعہ خط کے استفسار کیا اسکا جواب جو آپنے تحریر فرمایا وہ یہ ہے

میرا اسمیں یہ مذہب ہے کہ مصالح اعلاء کلمہ اسلام و تذکرہ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جسمیں سوانحہ مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور صحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنایا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کسطرح بیسامانی کی حالت میں تمام قوموں کے جور و جفا اٹھا کر بفضلہ تعالےٰ کامیاب ہو گئے اور کیسی خدا تعالےٰ نے اپنے اس مقبول بندہ کی وقتاً فوقتاً تائیدیں کیں اور آخر کسطور سے اس دین کو مشارق و مغارب میں پھیلا دیا اور اس تقریر میں کچھ کچھ نظم بھی ہو اور پر درد اور موثر بیان ہو اور درمیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کیطرف سے ہو اور کوئی علت اور بدعت درمیان میں نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری نظر میں موجب ثواب عظیم ہے کیونکہ اسمیں یہ نیت کیگئی ہے کہ تا سوانحہ مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں اور مشتاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دیجائے اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرکت دیجائے اور ناواقفوں پر عظمت اس انسان کامل اور مرد فانی فی اللہ کی کھولدی جائے جسنے دنیا میں تنہا آ کر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پا کر بڑی مردی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم میں توحید کی صدا بلند کی اور ہر ایک کان میں لا الہ الا اللہ کی آواز پہونچائی۔ غرض سوانحہ نبویہ کو خوش آوازی سے لوگوں پر ظاہر کرنا حقیقی مؤمنوں کا فرض ہے وہ مومن کا ہے کا ہے جسمیں سوانحہ نبویہ کی عزت نہیں دوسرے لفظوں میں اسی جلسہ اظہار سوانحہ کا نام مجلس مولود ہے اس جلسہ اظہار سوانحہ میں درحقیقت بڑے فوائد ہیں۔ ان سوانحہ کے سننے سے محبان رسول کا وقت خوش ہوگا اور ہر ایک مرد طالب جب ان سوانحہ کے ذریعہ سے ہمت اور صدق اور استقامت کے کام سنیگا تو اسکو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کیطرف شوق بڑھے گا۔ اور اسکی طلب زیادہ ہوگی اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کے راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانحہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر افسوس کرے گا اور خدا تعالےٰ سے چاہے گا کہ جس نبی کے اقتدا کا اسکو دعویٰ ہے اسکی سرگرمی اور اسکا عشق اور اسکی ہمدردی اسکو بھی نصیب ہو۔ اور جسطرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہو اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈر رہا ہو اور ناگاہ اسکو ایک قافلہ نظر آیا جسمیں صدہا سپاہی ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پا کر کس طرح قوی دل ہو جائے گا۔ ایسا ہی سوانحہ طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جنکے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یعنے ذکر صالحین کے وقت رحمت الہی نازل ہوتی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کیوقت کسقدر نازل ہوگی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ تا بجائے ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو صرف سوانحہ نبویہ کا ذکر ہو اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا .... بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے

نشان دیکھنے کی فلاسفی

ایک شخص نومسلم نے اپریل کے آخر ایام میں بڑی دلیری سے نشان دیکھنے کی درخواست کی اسپر آپ نے فرمایا:

ہر ایک مامور کے دلمیں اللہ تعالےٰ کیطرف سے جو کچھ ڈالاجاتا ہے وہ اسکی مخالفت نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہوتا ہے اور یہی بالکل سچ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی کو دنیا میں مامور کرکے بھیجتا ہے تو اسکی تائید میں خارق عادت نشان بھی ظاہر کرتا ہے چنانچہ اسجگہ بھی اسنے میری تائید کے لئے بہت سے نشان ظاہر کئے ہیں جنکو لاکھوں انسانوں نے دیکھا ہے اور وہ اسپر گواہ ہیں۔ تاہم میں اپنے خدا پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ اسنے انہی نشانوں پر حصر نہیں کیا اور آیندہ اس سلسلہ کو بند نہیں کیا۔ وقتاً فوقتاً وہ اپنے ارادے سے جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے۔ ایک طالب حق کے لئے وہ نشان تھوڑے نہیں ہیں مگر اسپر بھی اگر دل شہادت دے کہ ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے وہ نشان کا خواہشمند ہے تو ہم اسکے لئے توجہ کرسکتے ہیں اور اللہ تعالےٰ پر یقین رکھتے ہیں کہ کوئی امر ظاہر کردے لیکن اگر یہ بات نہ ہو اور خدا تعالےٰ کے پہلے نشانوں کی بیقدری کیجاوے تو توجہ کیلئے جوش پیدا نہیں ہوتا۔ اور ظہور نشان کیلئے ضروری ہے کہ اسمیں توجہ کیجائی اور اقبال اللہ کیلئے جوش ڈالاجائے اور یہ تحریک اسوقت ہوتی ہے جب ایک صادق اور مخلص طلبگار ہو۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ نشان عقلمندوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کیواسطے نشان نہیں ہوتے جو عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کے نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں **ہدایت محض اللہ تعالےٰ** کے فضل پر موقوف ہے اگر اللہ تعالےٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور وہ فضل نہ کرے تو خواہ کوئی ہزاروں ہزار نشان دیکھے اسسے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کچھ نہیں کرسکتا۔ پس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نشانات گذشتہ سے اسنے کیا فائدہ اٹھایا ہے ہم آیندہ کے لئے کیا **امید** رکھیں۔

نشانات کا ظاہر ہونا یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے اور نشانات کوئی شعبدہ بازی کی چابکدستی کا نتیجہ تو نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور مرضی پر موقوف ہے وہ جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے فائدہ پہونچاتا ہے اسوقت جو سوال نشان نمائی کا کیا جاتا ہے اسکے متعلق میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہی ڈالا ہے کہ یہ **اقتراح** اسی قسم کا ہے جیسا ابوجہل اور اسکے امثال کیا کرتے تھے انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نشان صادر نہ ہوتے تھے۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد کرے تو وہ کافر ہے آپکے ہاتھ پر لاانتہا نشان ظاہر ہوئے مگر ابوجہل وغیرہ نے انسے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اسی طرح پر یہاں نشان ظاہر ہورہے ہیں جو طالب حق کے لئے ہرطرح **کافی** ہیں لیکن اگر کوئی فائدہ نہ اٹھانا چاہے اور انکو ردی میں ڈالا جائے اور آیندہ خواہش کرے اس سے کیا امید ہوسکتی ہے؟ وہ خدا تعالےٰ کے نشانات کی بیحرمتی کرتا ہے اور خود اللہ تعالےٰ سے ہنسی کرتا ہے

طریق ادب تو یہ ہے کہ پہلے کتابوں کو دیکھا جاتا اور دیانت داری اور خدا ترسی سے ان میں غور کیا جاتا وہ نشانات جو ان میں درج کئے گئے ہیں انپر فکر کیجاتی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سلیم دل لے کر میری کتابوں کو پڑھیگا اور ان نشانوں پر غور کریگا تو اسکا دل بول اٹھیگا کہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ ایسے جلیل القدر نشان دکھا سکے +

لیکن

ان کتابوں کو دیکھا نہیں جاتا اور تقوےٰ سے کام نہیں لیا جاتا پھر شوخی سے کہا جاتا ہے کہ نشان دکھاؤ اگر یہ ضروری ہوتا کہ ہر شخص کے لئے ایک جدا نشان ہو۔ اور پھر ایک لمبا اور لاانتہا سلسلہ شروع ہوجاوے ہر ایک شخص آکر کہے کہ پہلا نشان میرے لئے کافی نہیں ہے مجھ کو تو اور نشان دکھایا جاوے۔ جو اس قسم کی جرأت کرتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو آزماتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لئے ہدایت بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے صریح بو آتی ہے کہ خدا کے پہلے نشانوں کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ نشانوں کی ایک **حق** ہوتی ہے اور انکی شناخت کیلئے ایک قوت شامہ دیجاتی ہے جو وہ قوت نہیں رکھتا ہے جس سے اسکو پہچانے اسکے سامنے خواہ کتنے ہی نشان ظاہر ہوں وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

اسلام کی سچائی پر یوں تو ہر زمانہ میں لاکھوں تازہ بتازہ نشان ہوئے ہیں مگر کیا یہ نشان بجائے خود کم ہے کہ جس توحید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جس شرک وبدعت کو آپ نے دور کیا ہے دنیا میں کبھی کسی مذہب نے نہیں کیا ایک عقلمند کے لئے تو یہ نشان ایسا عظیم الشان ہے کہ اسکی نظیر نہیں ملتی لیکن ایک غبی اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

ایک **ولی اللہ** ذات کے قصاب تھے ایک شخص ان کے پاس آیا اور اسنے کہا کہ میں تب مانتا ہوں کہ اگر آپ کوئی نشان دکھائیں انہوں نے اسکو کیا عمدہ جواب دیا ہے کہ باوجودیکہ تیرا خیال ہے کہ ہم ایسے ہیں اور پھر باوصف ایسے گنہگار ہونے کے تو دیکھتا ہے کہ ہم اب تک غرق نہیں ہوگئے۔ اسی طرح پر ہم بھی کہتے ہیں کہ کیا یہ نشان ہمارا کم ہے کہ ہم کو مفتری کہا جاتا ہے۔ لیکن ۲۵ سال سے بھی زیادہ سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ اور دن بدن اسکی **ترقی** ہورہی ہے اور ہم **غرق** نہیں ہوگئے۔

دانشمند اگر خدا ترس دل لیکر سوچے تو اسکے لئے یہ بھی کوئی چھوٹا سا نشان نہیں ہے یہ جو کہدیتے ہیں کہ بہت سے مفتری بچگئے ہیں یہ محض افترا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے کلام میں خلاف نہیں ہوسکتا۔ کبھی کوئی مفتری مہلت نہیں پاسکتا ورنہ پھر خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور مفتریوں میں فرق کرنا مشکل ہوجائے گا + خدا تعالےٰ کی سلطنت میں اندھیر نہیں ہے۔ اس دنیا کی سلطنت میں اگر کوئی شخص مصنوعی چپڑاسی بھی بنجاوے تو فی الفور پکڑا جاتا اور اسے عبرتناک سزا دیجاتی ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکومت میں ایسا اندھیر ہو کہ کوئی شخص خدا کا مامور ہونے کا مدعی ہو اور جھوٹے الہام خود ہی بنا کر **خلق اللہ** کو گمراہ کرے اور اللہ تعالےٰ اسکی پرواہ نہ کرے بلکہ اسکی تائید میں نشان بھی ظاہر کردے اور اسکی پیشگوئیوں کو بھی پورا کرکے دکھاوے؟ کیا یہ حیرت انگیز اور تعجب کی جگہ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالےٰ کبھی کسی مفتری کو مہلت نہیں دیتا۔ پس اس اصول پر ہمارا اب تک قائم رہنا اور اس سلسلہ کا نشوونما پانا اور دن بدن ترقی کرنا بھی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی خدا ترسی سے اسپر غور کرے تو اسکے لئے یہ کم نشان نہیں ہے مگر جس شخص کو ہزاروں دوسرے نشان فائدہ نہیں پہونچا سکے اور ان سے اسنے کوئی سبق نہیں سیکھا آیندہ اس سے کیا **امید** ہوسکتی ہے +

فرمایا عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ عیسائی مذہب اپنی جگہ یہ آدم زاد کی خدائی منوانی چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ اصل اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی (جو حقیقی خدا پرستی سے دور پھینک کر مردہ پرستی کیطرف لے جاتے ہیں) کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہو جاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کیطرف سے نہیں ہو سکتا اور بظاہر اسباب عیسائی مذہب کی اشاعت اور **ترقی** کے جو اسباب ہیں وہ اسباب پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہو جاوے گا لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اسنے ہم کو اسکی **اصلاح** کے لئے بھیجا ہے اور یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دوں پس ہمارا فیصلہ کرنے والا یہی **امر** ہوگا۔ یہ باتیں لوگوں کی نظر میں عجیب ہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا **خدا قادر** ہے

میں اصل میں دیکھتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ مامور کے آنے کا کیا مدعا ہوتا ہے اور میں اس امر کو بھی خوب جانتا ہوں کہ اسکا دعویٰ بناوٹ اور تکلف سے نہیں ہوتا وہ جو کچھ کہتا ہے دنیا سمجھتی ہے کہ شاید یہ اپنی شہرت کے لئے کرتا اور کہتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ دنیا کی تعریف اور شہرت سے بالکل مستغنی ہوتا ہے وہ مجبور کیا جاتا ہے کہ باہر دنیا میں نکلے ورنہ اگر یہ جوش اور گدازش جو اسے مامور کر کے **خلق اللہ** کی بہتری اور بہبودی کی لگا دی جاتی ہے اسے نہ لگائی جاتی تو وہ اسبات کو پسند کرتا ہے کہ تنہائی میں اپنی زندگی بسر کرے اور کوئی اُس کو نہ جانے لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی ایسے انسان کو منتخب کرتا ہے جو اسکے منشاء کے موافق کام کر سکتا ہے تو وہ اسے اس حجرہ سے باہر لاتا ہے اور پھر اسکو عظیم الشان استقلال اور ثبات قدم عنایت کرتا ہے دنیا اور اسکی مخالفتوں کی اسے کوئی پروا نہیں ہوتی وہ ہر ایک قسم کی تکالیف اور مصائب میں بھی قدم آگے بڑھاتا اور اپنے مقصد کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ میں اپنے دل کو دیکھتا ہوں کہ بالطبع وہ شہرت اور باہر آنے سے متنفر تھا لیکن میں کیا کروں خدا تعالےٰ نے مجھے اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور باہر نکال دیا اب خواہ کوئی کچھ ہی کہے میں اسکی پرواہ نہیں کر سکتا اور اگر میں کسیکی تعریف یا مذمت کی پروا کروں تو اسکے یہی معنے ہیں کہ میں خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی اپنے پہلو میں رکھتا ہوں۔

میں دیکھتا ہوں کہ جس کام کے لئے اسنے مقرر کیا ہے اسکے حسب حال جوش اور سوزش بھی میرے سینہ میں پیدا کر دی ہے میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے میرے دل میں کسقدر درد اور جوش پیدا ہوتا ہے ہزاروں ہزار انسان ہیں جو اپنے اہل و عیال اور دوسری حاجتوں کے لئے دعائیں کرتے اور تڑپتے ہیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے لئے اگر کوئی غم ہے تو یہی ہے کہ نوع انسان کو اس ظلم صریح سے بچاؤں کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں مبتلا ہو رہی ہے اور اس سچے اور حقیقی خدا کے سامنے انکو پہنچاؤں جو قادر اور مقتدر خدا ہے۔

میری فطرت میں کسی اور امر کے لئے کوئی میلان ہی نہیں رکھا گیا اور نہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور کسی چیز کی حاجت میرے لئے رہنے دی ہے۔ اسلئے میری بڑی **دعا** اور آرزو یہی ہے کہ میں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں جو خدا تعالےٰ کی مسند پر ایک عاجز انسان کو بٹھایا جاتا ہے اور **حق** ظاہر ہو جائے میں اس جوش اور درد کو جو مجھے اس حق کے اظہار کے لئے دیا گیا ہے بیان کرنیکے واسطے الفاظ نہیں پاتا۔ اگر یہی مان لیا جائے کہ کوئی اور مسیح بھی آسمان سے اترنے والا ہے تو بھی میں اپنے دل پر نظر کر کے کہہ سکتا ہوں کہ جو گدازش اور جوش مجھے اس مذہب کے لئے دیا گیا ہے کبھی کسی کو نہیں دیا گیا۔

مجھے **بشارت** دیگئی ہے کہ یہ عظیم الشان جو جھوٹ جو میرے ذریعہ اللہ تعالےٰ اسکو ہلاک کر دے گا اور ایک **حی قیوم** خدا کی پرستش ہونے لگے گی +

وہ خدا جو ہماری ہزاروں دعائیں قبول کرتا ہے کبھی ہو سکتا ہے کہ وہ دعائیں جو اسکے جلال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کے اظہار کے لئے ہم کرتے ہیں قبول نہ کرے؟ نہیں وہ قبول کرتا ہے اور کرے گا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جسقدر عظیم الشان مرحلہ اور مقصد ہو اسی قدر وہ دیر سے حاصل ہوتا ہے چونکہ یہ عظیم الشان کام ہے اسلئے اسکے حسب منشاء ہونے میں بھی ایک وقت اور مہلت مطلوب ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت **قریب** آ رہا ہے اور اسکی خوشبودار ہوائیں آ رہی ہیں اور مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میری ان دعاؤں کو جو میں ایک عرصہ دراز سے کر رہا ہوں **قبول** کر لیا ہے۔

جسقدر دل بیساختہ ان ہموم و غموم میں مبتلا ہو اسی قدر اضطراب پیدا ہو تو یاد رکھنا چاہیئے کہ قبولیت کی طیاری آسمان پر ہوتی ہے کیونکہ جب تک قبولیت کی طیاری آسمان پر نہ ہو وہ خشوع خضوع اور درد و جوش جو حقیقی اضطراب کو پیدا کرتا ہے پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسوقت جو میں اس اضطراب اور کرب و **قلق** کو دل میں پاتا ہوں مجھے کامل یقین ہوتا ہے کہ مصنوعی خدا کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے +

اس **وقت** ان باتوں پر ایمان لانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ لوگ ان باتوں کو دیکھ لیں گے میں اپنے **قادر** خدا پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ جس بات کے لئے اسنے میرے دل میں یہ جوش اور اضطراب ڈالا ہے وہ اسکو ضایع نہیں کرے گا اور زیادہ دیر تک دنیا کو تاریکی میں نہیں رہنے دیگا جو لوگ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں لاتے یا نہیں لائے ہیں ان کے نزدیک بیشک یہ انہونی باتیں ہیں مگر جو شخص اسکی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں کے تماشے دیکھ چکا ہو اور جسکی اپنی ذات پر ہزارہا نشان صادر ہو چکے ہوں ہاں جسنے خود اسکی آوازیں سنی ہوں وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ یہ مشکل یا انہونی ہے؟

کبھی نہیں وہ پکار کر انکار کرنے والے کو کہتا ہے

الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر +

جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل ہے کہ مصنوعی خدا پر موت آوے انہوں نے اللہ تعالےٰ کو مانا نہیں وہ **ما قدروا اللہ حق قدرہ** کے پورے مصداق ہیں۔ دنیا میں اگر کوئی ابتلا پیدا ہوتا ہے تو اسکے مصالحہ اور اسباب کو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے + اسوقت دنیا بہت تاریکی میں پھنسی ہوئی ہے اور اسکو مردہ پرستی نے ہلاک کر ڈالا ہے لیکن اب خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ دنیا کو اس **ہلاکت سے نجات دے** اور اس تاریکی سے اسکو **روشنی** میں لاوے۔ یہ کام بہتوں کی نظروں میں عجیب ہے مگر جو یقین رکھتے ہیں کہ خدا **قادر** ہے وہ اسپر ایمان لاتے ہیں وہ خدا جسنے ایک کُن کے کہنے سے سب کچھ کر دیا کیا قادر نہیں کہ اپنے قدیم ارادہ کے موافق ایسے اسباب پیدا کرے جو **لا الہ الا اللہ** کو دنیا تسلیم کر لے۔

مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے جو عالم کہلاتے ہیں مولوی اور صوفی بنتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی کیا حالت ہو رہی ہے ہر طرف سے اسپر حملے ہو رہے ہیں اور اسلام ایک سخت ضعف اور کمزوری کی حالت میں ہے اسوقت چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کو مد نظر رکھ کر...... وہ خود منتظر ہوتے کہ اللہ تعالےٰ اسوقت اسلام کی حمایت اور نصرۃ کے لئے کیا سامان کرتا ہے؟ اور خدا کی نصرۃ کا استقبال کرتے مگر افسوس ہے کہ وہ عیسائیوں کے حملوں کو دیکھتے ہیں

جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی عام حالت کو دیکھتے ہیں لیکن آسمان سے کسی مدد کے نزول کے لئے ان کا دل نہیں پگھلتے وہ انتظار کے بجائے خداتعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ پر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں اور اسکو تباہ کرنے کے منصوبے سوچتے ہیں۔

لیکن

وہ یاد رکھیں کہ ان منصوبوں سے خداتعالےٰ کا کوئی مقابلہ کر نہیں سکتا ہے۔ خداتعالےٰ نے خود جس کام کا ارادہ فرمایا ہے وہ تو ہو کر رہے گا انکی اس منصوبہ بازی اور خطرناک مخالفت کو دیکھ کر مجھے کبھی انپر رحم آتا ہے کہ انکی حالت ایسی نازک ہو گئی ہے کہ یہ اپنی بیماری اور کمزوری کو بھی محسوس نہیں کر سکتے ورنہ بات کیا تھی؟ خداتعالےٰ نے ہر طرح کے سامان انکے سمجھنے اور سوچنے کے لئے مہیا کر دئے تھے۔ وقت پکار پکار کر **مصلح** کی ضرورت بتاتا ہے اور پھر جسقدر نشانات اور آیات صحائف انبیاء اور قرآن شریف اور احادیث کے رو سے اسوقت کے لئے مقرر تھے وہ ظاہر ہو چکے ہیں نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ برابر تائید کرتے ہیں۔ عقل شہادت دیتی ہے اور آسمانی نشان بجائے خود موئید ہیں مگر یہ عجیب لوگ ہیں کہ نشان دیکھتے ہیں اور منہ پھیر کر کہدیتے ہیں کہ کوئی نشان دکھاؤ۔ میں ایسے لوگوں کو کیا کہوں بجز اسکے کہ تم خداتعالےٰ کے فعل کو حقارت اور تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہو۔ جو نشان پہلے اسنے ظاہر کیئے ہیں کیا تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اسکی طرف سے نہیں ہیں؟ کیا وہ نشان انسانی طاقت کے اندر ہیں اور کوئی انکا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیا منہاج نبوت پر وہ نشان ایک شخص کی تسلی کے لئے کافی نہیں ہیں جو نئے نشان مانگے جاتے ہیں **خدا** سے ڈرو اور اس سے مقابلہ نہ کرو۔

یہ تو ظلم صریح ہے کہ اسکی آیات کی ایسی بیقدری کرو۔ کہ انکو تسلیم ہی نہ کرو۔ پہلے یہ فیصلہ کرو کہ آیا خدا نے کوئی نشان دکھایا ہے یا نہیں اگر دکھایا ہے اسی طرح جو وہ انبیا کے وقتوں میں دکھاتا آیا ہے تو سعادت مند بنکر اسے **قبول** کرو اگر کوئی **نشان** نہیں دکھایا گیا ہے تو مانگو بیشک مانگو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قادر خدا نشان پر نشان دکھائیگا لیکن میں جانتا ہوں کہ اسنے ہزاروں نشان ظاہر کیئے مگر ان لوگوں نے انکو استہزا کی نظر سے دیکھا اور کافر نعمت ہو کر ٹالدیا اور پھر کہتے ہیں کہ اور دکھاؤ۔ یہ **اقتراح** مناسب نہیں ہے خداتعالےٰ کامل طور پر اتمام حجت کر رہا ہے اور اب طاعون کے ذریعہ کر رہا ہے کیونکہ جن لوگوں نے رحمت کے نشانوں سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ اب **غضب** کے نشانوں کو دیکھ لیں۔ میں بڑی صفائی سے کہہ رہا ہوں کہ تم نے جو اسلام کو قبول کیا ہے کونسا معجزہ اسکا دیکھا تھا جسقدر معجزات اسلام کے تم بیان کروگے وہ سماعی ہونگے تمہارے چشم دید نہیں لیکن یہاں تو وہ باتیں موجود ہیں جنکے دیکھنے والے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں انسان ہیں جو ابھی زندہ موجود ہیں۔ دو گواہوں سے ایک شخص پھانسی پا سکتا ہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ یہاں لاکھوں انسان موجود ہیں جو ان نشانوں کے گواہ ہیں اور انکی شہادت کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اس سے بڑھ کر ظلم اور **حق** کا خون کیا ہوگا۔ اگر خدا ترسی اور حق پسندی **غرض** ہے اور جس مطلب کے لئے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے تو ایسے اقتراحوں سے کیا حاصل؟

یہ سعادت مندی کی راہ نہیں یہ تو ہلاکت کی راہ ہے کیونکہ جو اسقدر نشانات کے ہوتے ہوئے بھی پھر کہتا ہے کہ مجھے نشان دکھاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر ہی مریگا۔

ہماری موت کے بعد اگر کوئی کہتا تو اسے معذور سمجھ لیتے کہ اسکے سامنے جو نشانات ہیں وہ منقولی ہیں اور انپر صدیاں گذر گئی ہیں مگر اسوقت تو ہم زندہ موجود ہیں اور ان نشانات کو دیکھنے والے بھی زندہ موجود ہیں پھر کہا جاتا ہے کہ نشان دکھاؤ۔ ایسی ہی حالت ہوگی جب حضرت مسیح کو کہنا پڑا ہوگا کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھسے **نشان** مانگتے ہیں۔

حقیقت میں انسان جب دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا تو اسکی حالت بہت خطرناک ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جب تم اسوقت اس قدر **آیات اللہ** کے ہوتے ہوئے بھی انکار کرتے ہو اور جلد جلد نشان کے طلبگار ہو تو پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام اور عیسےٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ماننے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے اسے ذرا بیان تو کرنا چاہیئے یا اگر ان کو صرف حسن ظن کے طور پر سن کر مان لیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسوقت ان تازہ آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور ان میں شک کیا جاتا ہے کیوں ان کو تسلیم نہیں کیا جاتا +

ہاں بے شک یہ دیکھ لو کہ آیا وہ بشری طاقتوں کے اندر ہیں یا انسے بڑھ کر ہیں اور منہاج

نماز میں حصول حضور کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے

۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو دوپہر کی گاڑی میں بمقام گورداسپور احاطہ کچہری میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر دو تین احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ ان آنیوالے ارادتمندوں میں ایک شخص بالکل اجنبی تھا دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ کا نام **مولوی** نظیر حسین سخا دہلوی ہے کسی وقت آپ جاورہ میں پنشین پر وفیسر تھے۔ ہوائے سیاحت مد سر اور دل الامعاملہ ہوا اور وہاں سے الگ ہو کر نکل کھڑے ہوئے اور سیاحت کے لئے پسند کیا کہ ایک تھیٹریکل کمپنی کے ساتھ بطور ڈراماٹسٹ تعلق پیدا کر کے مختلف شہروں میں پھرتے پھراتے امرتسر میں وارد ہوئے اور حضرت اقدس کا نام عرصہ سے سنا ہوا تھا۔ تمنائے زیارت باقی تھی اسلئے امرتسر سے صرف ایک دن کی رخصت لیکر حاضر ہوئے۔ آپ کے چہرہ سے اخلاص اور سعادت کے آثار نظر آتے تھے کیا عجب اللہ تعالیٰ آپکو خیر معرفت اور بصیرت عطا کرے اور وہ کسی عمدہ اور مفید کام میں اپنی زندگی بسر کریں جو ملک اور قوم کے لئے مفید ہو۔ غرض انہوں نے احاطہ کچہری میں ہی بیٹھ کر اپنی پاکٹ بک نکال کر اسپر ایک عریضہ لکھا اور ایڈیٹر صاحب الحکم..... کو دیا کہ حضرت اقدس کے حضور پیش کر دیں خود وہ پاس ادب کیوجہ سے یہ جرأت نہ کر سکے۔ حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا گیا حضرت نے جو جواب اسپر لکھا وہ معہ اصل عریضہ کے ہم ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ سخا صاحب نے حضرت اقدس کے گرامی نامہ کو نہایت احترام سے لیا اور عرض کیا کہ اس بارگاہ عالی میں میں وہ چیز مانگنے آیا ہوں جو اور جگہ نہیں ملسکتی دنیا اور اسکی سامان بقدر ضرورت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مولا کریم نے عطا کئے ہیں اسلئے میں نہیں چاہتا تھا کہ یہاں اسکا سوال کروں وہ دوسری جگہ ملسکتی ہے اور اس مدگاہ کو اس سے کیا واسطہ یہاں وہ چیز ملتی ہے جو ابدی ہے **فانی** نہیں۔ جب وہ یہ عرض کر رہے تھے تو انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے خدا کرے کہ وہ

اسی ملاقات سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں اب ہم وہ تحریریں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

قبلہ و کعبہ مدظلکم العالی۔
حضور کے پابوس کا از حد شوق تھا الحمد للہ کہ شرف زیارت حاصل ہوا۔ حاجت ہے تو صرف یہ ہے کہ کچھ ہدایت فرمائی جاوے تاکہ حضوری حاصل ہو اور خدا کی طرف دل لگے اگر اسی پر جواب سے سرافرازی ہو تو یہ دستاویز عزت ہمیشہ حرز جان رہے گی۔ زیادہ حد آداب۔ فقط

عریضہ نظیر حسین سخا دہلوی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طریق یہی ہے کہ نمازیں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر ایک رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں کہ اے خدائے قادر ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تاکہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے اور یہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجود میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہ ہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور پوری استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نمازوں میں اور نیز تہجد کی نمازیں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کے باعث دل سخت ہو جاتا ہے ایسا کرو گے تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہو جائیگی مگر چاہیئے کہ اپنی موت یاد رکھیں آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں یہی طریق حضور حاصل کرنے کا ہے۔ والسلام

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کچہری میں رونق افروز تھے وقتاً فوقتاً جو کچھ آپ نے فرمایا ہدیہ ناظرین ہے۔ (ایڈیٹر)

دنیا کی تلخیوں اور عام ناکامیوں پر فرمایا کہ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

دشت دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

فرمایا دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں یہ ایک دشت پرخار ہے اس میں سے گذرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گذر جانا یہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئے سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اسکو دیکھنی پڑتی ہے۔ بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مر جاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے جنکا خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اسکی رضا کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بے شک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اسکو ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اسنے جواب دیا کہ میرا دوست مر گیا ہے۔ اسنے جواب دیا کہ تجھکو پہلے سوچ لینا چاہئے تھا مرنے والے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے بیوی بچوں کے نہ پیدا ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں ان کے ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے اور صراط مستقیم سے ہٹ کر انکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال بہم پہنچاتا ہے اور اور پھر اور مشکلات میں پھنستا ہے۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جسکو پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خرم کھیلتا کودتا جا رہا تھا۔ کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اسنے کہا کہ جبکہ مرادیں حاصل ہو جائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں۔ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کسطرح پوری ہو گئیں اسنے کہا کہ جب خواہشیں چھوڑ دیں تو مرادیں پوری ہو گئیں بات بالکل ٹھیک ہے انسان دو طرح ہی خوش ہو سکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ اور ان میں سہل طریق ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب کی زندگی تلخ ہے بجز اسکے جو دنیا کے علاقوں سے الگ

یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کر لی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کی طرح ہوتی ہے۔ ابتدا لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اسمیں سے خون نکل آتا ہے یہانتک کہ اسمیں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کی طرح بنجاتا ہے اور اسمیں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مردہ کو اختیار دیدے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کرے کہ میں اس دنیا سے آیا۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ دردمندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے مگر اسکے لئے یہ شرط ہے کہ دعائیں مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہوگا اور اگر تھک جائیگا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود خزانہ نکلے گا مگر وہ دو چار پانچ ہاتھ کھودنے کے بعد اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہیں نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہیگا بلکہ بتانے والے کو بھی گالیاں دے گا حالانکہ یہ اسکی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اسنے پورے طور پر نہیں کھودا۔ اسیطرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو حمل نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

جہاں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں سامنے ایک آم کا درخت تھا جسکو کچے پھل لگے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر فرمایا دیکھو اس آم کو پھل لگا ہوا ہے مگر یہ کچا پھل ہے اگر کوئی اسکو کھانے بیٹھ جاوے اور اسکو ہی اصل مقصد سمجھ لے تو بجز اسکے کہ اسکے کھانے سے پھنسیاں وغیرہ نکل آویں کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح نیم ملاں خطرہ ایمان والی مثال سچ ہے۔

نارسیدہ منزل کچے پھل کی طرح ہوتا ہے وہ جو کسی بات کو سناتے گا تو اسے گمراہ کریگا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں جب تک انسان بہت سے مشکلات اور امتحانات میں پورا نہ اترے وہ کامیابی کا سرٹیفکٹ حاصل نہیں کر سکتا۔

اسی لئے فرمایا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ کیا گمان کرتے کہ اللہ تعالیٰ محض اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے

کہ وہ کہدیں کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ایسے لوگ جو اتنی بات پر اپنی کامیابی سمجھتے ہیں وہ یاد رکھیں انہیں کے لئے دوسری جگہہ آیا ہے **وما ھم بمؤمنین** - اور ایسا ہی ایک جگہہ فرمایا **لا تقولوا امنا ولکن قولوا اسلمنا** - یعنے تم یہ نہ کہو کہ ایمان دار ہو گئے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے مقابلہ چھوڑ دیا ہے اور اطاعت اختیار کر لی ہے۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل ایماندار بننے کے لئے مجاہدات کی ضرورت ہے اور مختلف ابتلاؤں اور امتحانوں سے ہو کر نکلنا پڑتا ہے ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود و لیک بخونِ جگر شود

تصویر

منشی نظیر حسین صاحب نے سوال کیا کہ میں **فوٹو** کے ذریعہ تصویریں اتارا کرتا تھا اور دل میں ڈرتا تھا کہ کہیں یہ **خلاف شرع** نہ ہو۔ لیکن جناب کی تصویر دیکھ کر یہ وہم جاتا رہا فرمایا **انما الاعمال بالنیات** ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی تھی کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر بھیجدیں کیونکہ ان لوگوں کا عام مذاق اسی قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اسکی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں + **مولوی** لوگ جو میری تصویر پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود اپنے پاس روپیہ پیسہ کیوں رکھتے ہیں کیا ان پر تصویریں نہیں ہوتی ہیں؟

اسلام ایک ایسا وسیع مذہب ہے۔ جو ہر بات کا مدار نیات پر رکھتا ہے بدر کی لڑائی میں ایک شخص میدانِ جنگ میں نکلا جو اِترا اکر چلتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے کیونکہ خدا تعالے نے فرمایا ہے **لا تمشِ فی الارض مرحا** - مگر اسوقت یہ چال خدا تعالے کو بہت ہی پسند ہے کیونکہ یہ اسکی راہ میں اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اسکی نیت اعلےٰ درجہ کی ہے غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو بہت مشکل پڑتی ہے اسیطرح ایک مرتبہ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ جسکا تہ بند نیچے ڈھلکتا ہے وہ دوزخ میں جاویگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے کیونکہ انکا تہ بند بھی ویسا تھا آپنے فرمایا کہ تو انمیں سے نہیں ہے غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظِ مراتب ضروری شئے ہے

منشی نظیر حسین صاحب - میں خود تصویر کشی کرتا ہوں اسکے لئے کیا حکم ہے۔

فرمایا - اگر کفر اور بت پرستی کو مدد نہیں دیتے تو جائز ہے آجکل نقوش و قیافہ کا علم بہت بڑھا ہوا ہے +

پیسہ اخبار کو ایک مشفقانہ نصیحت

ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے۔ جبکہ ہم مسٹر محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کو ان اخلاق سے گری ریمارکوں کو دیکھتے ہیں۔ جو کہ وہ حضرۃ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اور مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کیا کرتے ہیں۔ پیسہ اخبار ایک قومی اخبار ہے اور اس لحاظ سے اخباری دنیا اور نئی مغربی روشنی کے گروہ میں ایڈیٹر صاحب عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن جو پالیسی انہوں نے ایک مامور من اللہ کے متعلق رکھی ہے۔ وہ بہت ہی بری ہے اور جب وہ بری ہے۔ تو بری شے کا انجام کبھی نیک نہیں ہو سکتا ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

اگر حضرۃ مرزا صاحب کے دعاوی آپ پر شاق ہیں۔ تو بھی اُن کے ایک رئیس اور گورنمنٹ کے باوفا اور خاندانی رعایا ہونے کی وجہ سے ضروری تھا۔ کہ آپ ان کے حالات کے متعلق کسی قسم کا ریمارک کرتے ہوئے۔ اخلاق اور تہذیب کو ہاتھ سے نہ دیتے۔ لیکن خدا معلوم کہ پردہ غیب سے کیا اسرار ظاہر ہونے ہیں۔ کہ ایک ایسی سربرآوردہ اخبار کا ایڈیٹر ہو کر اور بار بار پند و نصیحت کے ملنے پر پھر نیش زنی کے بغیر آپ سے نہیں رہا جاتا۔ کاش کہ اپنے ذیل کے قول کو عمل سے ثابت کر کے دکھاتے۔ جو کہ آپ نے ۲۳ اپریل کے اخبار میں شایع کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ؎

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم
جز راست روی و نیک خوئی نکنیم
آنہا کہ بحق ما بدی ما کردند
گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

اب آپ اپنے اس مقولہ اور دعوے کو پیش نظر رکھکر ذرا اس نامہ اعمال پر نظر ڈالیں۔ جو کہ احمدی سلسلہ کی ناحق اور بے وجہ دل آزاری اور خلاف واقعہ بے ثبوت امور کی اشاعت سے اپنے عقبیٰ کیلئے طیار کیا ہے۔ تازہ عمل آپ کا یہ ہے۔ کہ ۱۶ مئی کے روزانہ میں مقدمات گورداسپور کا ذکر کرتے ہوئے راست روی اور نیک خوئی کے نزدیک تک نہیں پھٹکے۔ اپنے دعوائے مذکورہ بالا کو بھول گئے۔ آپ تلا سکتے ہیں۔ کہ حضرۃ مرزا صاحب نے آپکے حق میں کوئی بدی کی ہے۔ اگر کوئی کی ہوتی تو بھی آپ کا دعویٰ تو بدی کے بدلہ نیکی کرنے کا ہے۔ لیکن آپ تو نیکی کے بدلہ بدی ہی کرتے رہے۔ اس آرٹیکل میں قابل تذکرہ امر آپکے نزدیک حضرۃ مرزا صاحب کا ۵ گھنٹہ تک معمولی ملزموں کیطرح وٹنس بکس میں کھڑے رہنا ہے۔ یہ کونسی انوکھی بات تھی۔ جو آپکے نزدیک قابل تذکرہ ہوئی۔ کیا نبوت۔ رسالت مسیحیت۔ مجددیت وغیرہ دعاوی کیلئے یہ بھی کوئی لازمہ ہے کہ وہ عدالت میں بہ حیثیت ملزم پیش نہ ہو۔ یا ہو تو اور ملزموں کی طرح اس سے سلوک نہ کیا جاوے۔ اول تو حضرۃ مرزا صاحب کا دعوئے مسیحیت ہی یہ بتلاتا ہے۔ کہ آپ ضرور ملزم گردانے جاویں اور یہ آپکی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جس کی روحانیت لے کر آپ آئے ہیں۔ اور خود ایڈیٹر صاحب بھی جبکہ کچھ عرصہ خدا ملتے رہے ہیں۔ وہ بھی ملزم گردانا گیا۔ اور معمولی ملزموں کی طرح عدالتوں میں پیش ہوا۔ اور جس قدر آئمہ دین گذرے ہیں۔ جب کبھی حکام وقت کی عدالتوں میں انہیں پیش ہونا پڑا ہے۔ تو اُن سے اسی قسم کی باضابطہ کارروائی ہوتی رہی ہے۔ کیا آپ کے اس ریمارک سے سفلہ پن نہیں ٹپکتا۔ میں دردِ دل سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کے برگزیدوں اور راستبازوں سے شوخی سے پیش آنا اچھا پھل نہیں لایا کرتا اور جو لوگ اُن کے منہ آیا کرتے ہیں۔ اگر وہ باز نہ آویں۔ تو اچھا انجام نہیں دیکھا کرتے۔

۲۸ مئی کے ہفتہ وار پیسہ اخبار میں ایک الزام سے اپنے آپ کو بری کرتے ہوئے۔ آپ تحریر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار کا بھروسہ خدا تعالی پر ہے۔ جو سچائی اور دیانتداری کا حامی ہے اب آپ ہی سوچ لیں۔ کہ اگر حضرۃ مرزا صاحب سچے اور اپنے خدا کی رسالت کی خدمات میں دیانتدار نہیں ہیں۔ تو وہ ان کا اس قدر حامی کیوں ہے۔ اور اگر آپ کے نزدیک خدا کی تائید اور حمایت پھر خصوصاً اس مخالفت کے مقابل پر جو حضرۃ مرزا صاحب سے ایک جہان کر رہا ہے (اور آپکے ساتھ تو اس کا شمہ از شمائل بھی نہ ہوا اور نہ آپ کا یہ مشرب ہے۔ کہ حق الامر کو ظاہر کر کے کسی کا دل دکھایا جاوے۔ اور اسی لئے آپکی اخبار ایک بیچرنگی یکوان یا چوچو کا مربہ ہوتا ہے۔ کہ آج اگر شیعوں کو خوش کیا جا رہا ہے۔ تو کل وہابیوں کو اور پرسوں نیچریوں کو وغیرہ وغیرہ) سچائی اور دیانتداری کا معیار نہیں ہے۔ تو آپ اسی کیوں بطور شہادۃ کے پیش کر کے الزام سے بری ہونا چاہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے الفاظ کو واپس لیویں +

مقدمات ہر دو

مورخہ ۱۶ و ۱۷ جون کو مقدمہ حضرۃ اقدس پیش ہوا۔ جسمیں مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی باقی جرح جو تھی وہ ختم ہوئی۔ اور آئندہ کے لئے اس مقدمہ اور نیز شیخ یعقوب علی صاحب والے مقدمہ کے لئے ۲۴ جون مقرر ہوئی۔

میرزا حیرت دہلوی کی نصائح کی حقیقة

۳

لیکن دراصل وہ کونسی روح ہی۔ جو کہ قوم مین پیدا ہو۔ اور وہ ترقی کرسکے۔ یہ ایک علیحدہ وسیع مضمون ہی۔ جسکی اس جگہ گنجائش نہیں۔ اور اگر خدا نے چاہا۔ اور اس بحث کے پورے ذرایعہ ہمین میسر آگئے۔ تو اس پر دوسرے وقت لکھا جاویگا۔ اور تبلایا جاویگا۔ کہ وہ کون سی بات ہے۔ جس کے حاصل ہو جانے سے خودبخود وہ تمام معقول باتین قوم مین پیدا ہو جاتی ہین۔ جو کہ آج کل دنیا پیش کر رہی ہی۔ کون سی قوت ہی۔ جو کہ قوم مین سے سلب ہو گئی ہے۔ اور دوبارہ کسطرح سے وہ پیدا ہو سکتی ہی۔ اور صرف وہی ایک اصول ہی۔ جس پر چلکر قومون نے ترقی کی ہی۔ اور اُسی کے نہ ہونے سے قومیں ادبار کا نشانہ ہوتی رہی ہین۔ اس مضمون مین صرف ہم یہ دکھانا چاہتے ہین۔ کہ قوم کے عروج کا مدار جن ذرایعہ پر آج حیرة صاحب رکھتے ہین۔ اس سے پیشتر وہ خود اسکی تردید کر چکے ہین۔ اس کا کچھہ نمونہ ہم اوپر دکھا چکے ہین۔ اور اب یہ دکھلاتے ہین۔ کہ خود حیرت صاحب نے بھی ابھی کچھہ زیادہ زمانہ نہیں گذرا۔ کہ حضرة مرزا صاحب کے بعض خیالات کی ہی تائید کی تھی۔ اور اُن دنون آپکو اس لیئے یہ ضرورة پیش آئی تھی۔ کہ آپ سرسید احمد خان صاحب کے سی ایس۔ آئی کی مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ چنانچہ آپ اپنی مسدس مین تحریر فرماتے ہین۔

عرب کی حمیت نے جب جوش مارا ۔ عجم مین وہین دین کا ڈنکا بجایا
نہ ایران کو اس سے محروم رکھا ۔ غرض یہ مزا حق کا سبکو چکھایا
نہ پاس ان کے[1] ایکبضرورة انہیں تھی ۔ نہ لاجک کے پڑہنے کی فرصت انہیں تھی
نہ کیمسٹری سے کچھہ الفت انہیں تھی ۔ نہ حاصل ہی کچھہ مال و دولت انہیں تھی
ترقی کا پھر اُنکے باعث وہ کیا تھا ۔ پڑا جس سے ساری جہان میں تھا غوغا

اس کے آگے چلکر حیرت صاحب اسباب ترقی بیان کرتے ہین۔

وہ تبلیغ احکام دین مبین کی ۔ وہ تشہیر فرمان شرع مبین کے
وہ تطہیر انوار طرق امین کی ۔ وہ تفسیر و تقریر روح الامین کی
ہوا جس سے سارے جہان مین اُجالا ۔ کیا جس نے ہر شخص کا بول بالا

پھر حیرة صاحب۔ دولت کمانے اور دنیا سے بے غرض رہنے کی تعلیم دیتے ہین۔ حالانکہ آج کل اُوسی کی نہ ہونے کو قوم کے ادبار کا باعث قرار دیتے ہین۔

نہ تم مال و دولت کے جویا کبھی ہو ۔ نہ اُلفت مین تم زر کے شیدا کبھی ہو
نہ دنیا کی زینت کی پرواہ کبھی ہو ۔ نہ کفار کا تم مین چرچا کبھی ہو
غرض مال و دولت سے تم بھاگو ایسے ۔ کہ بھاگے کانون سے ہین تیر جیسے
غرض یہ نصیحت تھی خیر الوریٰ کی ۔ سمجہنا شریعت کو ایمان اصلی
خدا کی یہی ہی فقط ایک نشانی ہو ۔ نہ تم بھولنا اور رکھو نا کبھی بھی

ہی تم کو دنیا مین ملتی تھی عزة ۔ بڑہا نگی دین مین تمہاری یہ حرمت
رہی اس سے جب تک مسلمان قائم ۔ خدا کی بھی رحمت رہی اُنپہ دائم ہو
رہے وہ گناہوں سے و دنیا سے صایم ۔ ولی جب ہوئے اُن سے ام الجرائم
تو پھر انکی شوکت رہ عظمت رہی تھی ۔ نہ عزت نہ حرمت نہ رفعت رہی تھی

ممکن ہی۔ کہ حیرت صاحب۔ اپنی سابقہ رائے کو غلطی قرار دیوین۔ اور موجودہ رائے کو سلیم کہین۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اگر وہ یہ پہلو بدل لین گے۔ تو انکے دین و ایمان پر ایک سخت بدنما اور سیاہ داغ آویگا۔ کیونکہ اپنی اس قسم کی تحریرونکی نسبت وہ لکھہ چکی ہین۔ کہ انمین میری رائے کو دخل نہیں ہی۔ بلکہ یہ قران وحدیث کا خلاصہ ہی۔ خود حیرت صاحب فرماتی ہین

نہ دخل اسمین رائے کو ہم نے دیا ہی
حدیث و قران سے ہی جو کچھہ کہا ہے

ناظرین! حیرت صاحب کی حالت بہت ہی قابل رحم اور ہمدردی ہی۔ کیونکہ اُنکے مذکورہ بالا قول سے کہ آج کل ایسی شخص کیضرورة ہی۔ جو مسلمانونکو کہانیکی تدبیر نکال دی۔ یہ استنباط ہوتا ہی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے پاک نے اہل اسلام کو کسب معاش وغیرہ کی تعلیم سے محروم رکھا ہے اور اگرچہ دین تو کامل کر دیا۔ مگر جن ذرایعہ سے کہ مسلمان شکم سیر ہو کر خدمت دین بجالاتے۔ یا خود دیندار بن سکتے تھے وہ نہ تبلائے۔ اور اُسی کیضرورة اب آپڑی۔ نہیں معلوم کہ چودہ سو سال سے جو مسلمان آرہی ہین۔ وہ آج تک کسطرح گذارہ کرتے رہی۔ لیکن کہین وہی مثل تو نہین جو مشہور ہی۔ کہ کسی نے ایک بہو سے پوچھا۔ کہ دو اور دو کتنے ہوتی ہین۔ تو اُس نے جھٹ جواب دیا۔ کہ چار روٹیان۔ تو شاید حیرت صاحب نے کسی ایسی ضرورة کو مدنظر رکھکر ایک مجسم رازق کیضرورة کو محسوس کیا ہو۔ بہ لفظ دیگر ہم یون بھی کہہ سکتے ہین۔ کہ دین کے لحاظ سے نبوة کا باب تو وہ آنحضرة صلعم پر بند کرتے ہین۔ لیکن شکم سیری کیلیئے ایک ایسے نبی کی وجود اور اُسکی ضرورة کو تسلیم کرتے ہین۔ جو کہانے کے ذرایعہ اُنکو تبلائی۔ اور یہ مرزا صاحب کا دعویٰ انکو اسی لیئے قبول نہیں۔ کہ روٹی حاصل کرنیکی کوئی تدبیر اُنکے ذہن مین آج تک نہیں تبلائی گئی

بہرحال اب ہم حیرت صاحب کے الفاظ جو انہون نے حضرة مسیح موعود کی شان مین قلم سے نکالے تھے۔ اونہی کو واپس کرتے ...... ہین۔ اور وہ یہ ہین۔ کہ وہ عالی ظرف اور متین اشخاص آپکو اِن باتون سے حقارت سے دیکھتے ہین۔ اور سمجھتے ہین۔ آپ اگر ایسی باتین نہ کرتے۔ تو یقیناً۔ آپ کو بڑی کامیابی ہوتی۔ اور آپ اچھے خلصے مؤید الاسلام ہوتے۔ الہٰ آپ پہ رحمت کرتا۔ دینی و دنیوی فلاح آپ کو نصیب ہوتی۔ کیونکہ تو حقیقت مین یہ باتین سخت شرمناک ہین۔ اور ان سے آپکی وقعت مین فرق آتا ہی۔ اب چاہیئے۔ کہ اس فاش غلطی سے رجوع کر کے اپنی اس نصیحت پر عمل کرین۔ جو ۵ اپریل کی کرزن گزٹ صفحہ ۸ کالم ۲ مین لکھی ہی۔

"انسان بلاشبہ خطا و نسیان کا پتلا بنا ہوا ہے۔ کیسا ہی لائق تجربہ کار ہو۔ پھر بھی اس سے غلطی ہو جانے کا احتمال ہی۔ اس لیئے لازم ہی کہ اگر جوش مین اس سے کوئی غلطی ہو جاوے۔ تو فوراً اسکی اصلاح کرے اور شرافت کا مقتضا یہ ہے۔ کہ علانیہ اس غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آیندہ احتیاط سے کام لے"۔ اب ہم منتظر رہین گے۔ کہ آپ غلطی کا اعتراف کرین گے۔ یا لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق بنکر اپنی اس عبارت کو اپنے حسب حال ثابت کرتے ہین

"کہ آپکی طبیعت مین یہ بات پیدا ہو گئی ہے۔ کہ مین کچھہ ہون اور آپ یکایک ابل پڑے ہین۔ جیسے چھوٹا ظرف زیادہ پانی سے چھلک جاتا ہی"۔ (ایک احمدی) باقی دارد

طاعون اور قادیان[2] ✻

۳

(۹) وانفع البلاد مین انہ اوی القریہ کی تشریح مین حضرة مسیح موعود نے الہام لولا الاکرام لھلک المقام کو پیش فرمایا ہے جس سے ترشح ہی۔ کہ قادیان مین طاعون ہو اور ضرور ہو۔ اور لھلک کا لفظ اوی کے معنے مذکورہ بالا جو کہ ہم ثابت کر چکے ہین خوب واضح طور سے تبلاتا ہی۔ یعنی طاعون تو ضرور آویگی۔ لیکن اُس کے آنیکا ایک نتیجہ یعنی ہلاکت اور بالکل نیست و نابود ہو جانا جو کہ اکثر دیہات برداشت کر رہی ہین۔ وہ قادیان کو نصیب نہوگا۔ اور اس سے خدا تعالیٰ اُسے محفوظ رکھیگا۔

لھلک المقام ایک ایسا کلمہ ہی۔ جو کہ قران شریف کی آیة وان من قریة الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامة او معذبوھا عذاباً شدیداً پ ۱۵ کی تفسیر ہی۔ اس آیة کے یہ معنے ہین۔ کہ کوئی بھی ایسی بستی نہوگی کہ قیامت سے پہلے پہلے ہم یا تو اس کو ہلاک یعنی نیست و نابود کر دین گے اور یا سخت عذاب مین مبتلا کرین گے۔ اس آیة کے دو الفاظ ہلاکت اور عذاب قابل غور ہین۔ عذاب کے لفظ سے ظاہر ہی۔ کہ بستی کا کچھہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے علم مین ضروری اور مفید ہو۔ ضرور باقی رہی۔ پس الہام الٰہی خبر دیتا ہی۔ کہ قیامت سے پہلے ہر ایک بستی کیلیئے جو ہلاکت یا عذاب مقدر ہی۔ اُنمیں سے ہم نے المقام (قادیان یا اوس کے خاص حصہ) کو ہلاکت سے بچالیا ہی۔ لیکن وعدہ الٰہی کیموافق ضروری ہی۔ کہ دوسری جزو یعنی عذاب سے یہ بستی ضرور رہیوی۔ پس الہام الٰہی لھلک المقام سے بھی یہ امر روز روشن کیطرح ثابت ہی۔ کہ قادیان مین طاعون ضرور ہونی چاہیئے تھی۔

(۱۰) لولا الاکرام لھلک المقام کی تشریح مین حضور انور مسیح موعود فرماتے ہین۔ کہ اس الہام سے یہ سمجھا جاتا ہی۔ کہ یہ امر ضروری ہی کہ جن دیہات اور شہرون مین ۴۲

[1] چونکہ عبارت پڑہی نہین گئی۔ اس لیئے غلطی کا امکان ہی

[2] یہ مضمون ایڈیٹر کی ذاتی رائے ہی۔

بمقابلہ قادیان سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے سخت خطرناک دشمن رہتے ہین اُن کے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑیگی۔ یہانتک کہ لوگ بدحواس ہوکر بھاگین گے

اس تشریح سے بھی یہی ترشح ہوتا ہے۔ کہ قادیان مین طاعون پڑے۔ بلکہ بالفاظ دیگر اسمین یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ کسیوقت خاص اسباب پیدا ہو جانے سے ممکن ہے۔ کہ قادیان مین سخت طاعون ہو۔ کیونکہ طاعون کی سختی کو وابستہ کیا ہے۔ لوگونکی ایسی سرکشی شرارت اور ظلم وغیرہ سے جوکہ اہالیان قادیان کے مقابلہ پر بہت بڑھی ہوئی ہو۔ پس اگر قادیان والے بھی بدقسمتی سے اپنی ظالمانہ حرکات کو اُسی حدتک پہونچا دوین جوکہ مستلزم ہے۔ طاعون کی سختی کو تو ضرور ہے۔ کہ یہان بھی طاعون سختی سے پھوٹ پڑے۔ جیسے کہ تشریح مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ہم قبل ازین دکھا چکے ہین۔ کہ مامورین اور مرسلین کے الہامات ان تمام سنن اور قوانین الہیہ کے ماتحت ہوتے ہین۔ جوکہ آسمانی کتب مین موجود ہین۔ اور کسی صورتمین بھی اُن سے تجاوز نہیں کرسکتی۔

(۱۱) اسی کی تشریح کرتے ہوئے آخرین حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین۔ کہ ہم دعویٰ سے لکھتے ہین۔ کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی۔ جو گاؤن کو ویران کرنیوالی اور کھا جانیوالی ہے۔ مگر اُس کے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین۔ ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی۔ تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جس کیلئے یہ وعدہ دیا گیا۔ اب اسمین دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ کسی مقام پر ویران ہونے کا لفظ کب صادق آسکتا ہے۔ ہمارا اسکی نسبت اسقدر کہنا کافی ہے۔ کیونکہ ویرانگی ایسی بات ہے کو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ جن لوگون نے دہلی کے عروج کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ یا تواریخون کے ذریعہ سے اُسکی شان و شوکت کا علم اُنکو حاصل ہے کوئی اُنکو پوچھے۔ کہ آیا اُس کے بالمقابل دہلی اب آباد ہے۔ یا ویران۔ تو وہ لوگ اُسے ایک اُجڑا ہوا دیار کہتے ہین۔ اسکی سند مین ہم میر تقی صاحب کا کلام پیش کرتے۔ کہ جب آپ دکن مین گئے۔ اور وہان کے لوگون نے آپکا پتہ دریافت کیا تو ذیل کے اشعار مین آپنے جواب دیا۔ جن کا اول بیت ہمین یاد نہیں رہا۔

دلی جو ایک شہر تھا عالم مین انتخاب ۔۔۔ رہتے تھے منتخب ہی جہان روزگار کے
اسکو فلک نے لوٹ کر ویران کردیا ۔۔۔ ہم رہنے والے ہین اُسی اُجڑے دیار کے

یہان پر ویرانگی کے یہ معنے ہرگز نہیں ہین۔ کہ اُسوقت دہلی مین انسان نہ رہتے تھے۔ بلکہ یہ معنے ہین۔ کہ صدر لوگ جوکہ دہلی کے فخر اور اعزاز کا باعث تھے۔ وہ نہ رہے۔

چونکہ آجکل خدا اور رسول کی کلام کی عظمت لوگون کے دلون مین نہیں رہی ہے۔ اسی لئے ہم نے اس کلام کو سند مین پیش کردیا ہے۔ ورنہ یہ ایک عام بات ہے۔ کہ جب ایک مقام کے برگزیدہ اور سربرآوردہ لوگ فوت ہوجاوین۔ تو اسکی نسبت ویران کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اسیطرح جب ایک گھر یا خاندان کا آدمی جسکی وجہ سے وہ مقام مشہور و معروف ہو۔ فوت ہوجاوے۔ تو اسکی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ ویران ہوگیا۔ ویران ہونے کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ وہان کوئی متنفس نظر نہ آوے۔ بلکہ یہ کہ جو لوگ وہان کے رکن اعلیٰ ہون۔ کہ جنکی وجہ سے وہ مقام یادگار زمانہ ہو۔ اور اس قابل ہو۔ کہ اس کا نام خصوصیت سے لیا جاوے۔ اور اس نے زمانہ مین غیر معمولی شہرۃ حاصل کی ہو۔ اگر وہ نہ رہین۔ تب کہا جاویگا۔ کہ فلاں مقام ویران ہوگیا۔ اسی طرح قادیان کے ویران نہ ہونے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ تمام پاک وجود جنکی برکت اور طفیل سے یہ مقام اسوقت منتخب روزگار بنا ہوا ہے۔ اور جنکی سکونت کی وجہ سے امریکہ اور یورپ آسٹریلیا وغیرہ ہر مقام پر اس کا چرچا ہے۔ اور تمام سعید اور رشید فطرتون کا مرجع ہوگیا ہے اور ایک رسول کی بعثت کی وجہ سے تمام علوم حقہ کا دارالعلوم اور مخزن ہے وہ لوگ خدا کے فضل خاص سے ضرور محفوظ رہین گے۔ قادیان کی ویرانگی کے یہ معنے نہیں ہوسکتے۔ کہ جو لوگ عالم انسانی مین ادنیٰ طبقہ کے ہون۔ اور اُن کا وجود مثل زوائد و حواشی کے ہو۔ اگر وہ سب کے سب طاعون سے فنا جاوین۔ تو یہ کہدیا جاویگا۔ کہ قادیان تباہ ہوگئی۔ بلکہ یہ لفظ اُس پر اُسیوقت صادق آویگا۔ کہ جب قادیان کے وہ لوگ جو کہ اسکی موجودہ شہرۃ کے لحاظ سے بمنزلہ اعضاے رئیسہ کے ہون۔ خدانخواستہ انکو کسی قسم کا آسیب پونچے۔ ... مقام ... بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قادیان کی اسوقت جو عظمت اور شہرۃ دنیا مین ہے۔ وہ صرف اس حصہ کے باعث سے ہے۔ جسمین خدا کا برگزیدہ اور مامور رہتا ہے۔ ورنہ دراصل قادیان بھی مقام ہے جس کو آج سے ۳۰ برس پیشتر کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور اسی لئے اگر القریہ اور المقام سے مراد قادیان کا وہ حصہ لیا جاوے۔ جہان حضرۃ مسیح موعود آباد ہین۔ تو یہ بہت قرین قیاس ہے۔ کیونکہ اگر اس حصہ کو الگ کرکے دیکھا جاوے۔ تو پھر قادیان کا کوئی وجود دنیا مین نظر نہیں آسکتا۔ اور نہ کسی کو اس کے تذکرہ کی ضرورۃ پڑتی ہے واللہ اعلم

نکر اللہ کی مثال۔ ذیل کا ایک سچا واقعہ ہے۔ جو کہ مین نے سنا ہے۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نکر اللہ کس کو کہتے ہین

بارہ ۱۲ آدمی ایک سفر مین تھے۔ کہ یکایک موسم گرد آلود ہوگیا۔ اور تھوڑی سی دیر مین آسمان پر بادل وغیرہ بن گئے۔ بجلی چمکنے اور کڑکنے اور کود کود کر ان بارہ کے نزدیک گرنے لگی۔ انہون نے خیال کیا۔ کہ شاید ہم مین سے کسی کی موت آئی ہے۔ اور یہ اُسی کیلئے آتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم سب کے سب کسی ایک کی معیت کی وجہ سے ہلاک ہون۔ بہتر ہے۔ کہ جس کی موت آئی ہے۔ وہ ہی مر اور باقی سب بچ جاوین۔ یہ سوچ کر انہون نے یہ تجویز کی۔ کہ ایک درخت سے کچھ فاصلہ پر سب کے سب کھڑے ہوگئے۔ ایک ایک آدمی اُنمین سے اپنے بیس ماندگون اور معاملات کی وصیت دوسرونکو کرکے اُس درخت تک جاتا۔ اور واپس آتا۔ بدین خیال کہ اگر میری موت ہے۔ تو مین مرجاؤن۔ اور باقی محفوظ رہین۔ حتیٰ کہ اسیطرح گیارہ آدمی درخت تک گئے۔ اور آئے۔ بجلی اُنکے پاس پاس گرتی رہی۔ مگر ہلاک کسیکو نہ کیا۔ جب آخر کا بارہوان آدمی چلا۔ تو اُسے اور نیز دوسرون کو یقین واثق تھا۔ کہ اب اُسکی موت ہے۔ کیونکہ سب اپنی اپنی باری بھگت آئے ہین۔ وہ بھی بیچارا دیدہ و دانستہ موت کے منہ مین جانے کا خیال لیکر اور وصیت وغیرہ کرکے درخت کیطرف روانہ ہوا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ جونہی وہ آدمی آدھے راستہ مین پونچا۔ تو باقی گیارہ آدمیون پر کود کر بجلی پڑی۔ اور سب کو ہلاک کر گئی۔ صرف وہ ایک بچگیا۔

پس جہان اس واقعہ سے نکر اللہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ وہان یہ بھی لطیف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو مخلوق کے نزدیک یقینی طور پر مرجاتا ہے۔ اور اپنے آپ پر ایک موت وارد کرتا ہے۔ وہ اصل مین زندہ ہوتا ہے۔

جدیدہ فرقہ ہے اک احمدیہ

بعض صاحب جنمیں سوچنے سمجھنے کا مادہ ذرا کم ہوتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر آنے سے رہا۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دور ہی سے تاڑ جاتی ہین۔ بڑی جھوم جھوم کر فرمایا کرتی ہین۔ کہ صاحبان آج کل ایک فرقہ احمدیہ نکلا ہے۔ نہ ورد نہ وظیفہ۔ نہ کسی خاندان سے سلسلہ ملتا ہے۔ نہ عرس نہ قوالی۔ نہ ... ہوتا ہے نہ ... پیدا ہونے کیلئے ساز و سامان مہیا ہوتے ہین۔ پورا خشک وہابی گروہ معلوم ہوتا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ قرآن۔ کتاب کیا علمائے زمان۔ پہلے ہی سے دنیا بھر مین مروج نہیں کر رہے۔ اور بیچارے حمایت شریعت مصطفوی مین شب و روز نہیں مر رہے۔ فقیری اور اولیائی کیا خاک ہونا باتک۔ صلوٰۃ۔ تسبیح۔ تہلیل۔ اور مسجدونکی آبادی اور قرآن مجید کے متراجم کی اشاعت تو پہلے ہی سے عالم صاحبان بوجہ احسن جانفشانی سے تکمیل کو پہنچا رہے ہین۔ مکتبون۔ اور مدرسون اور مطبعون نے دین کی وہ خدمت کی ہے۔ کہ غیر قومین بھی دیکھ دیکھ کر حیران اور سرگردان ہین۔ سرسید نے خدا غریق رحمت کرے۔ فنافی القوم ریفارمر۔ مصلح وغیرہ وغیرہ خطاب پاکر مسلمانون کی وہ خدمت کی کہ جس کا حد و حساب نہیں۔ کالج بنایا۔ پاس کرایا۔ کرسیون پر انگریزون کے برابر بٹھلایا۔ اگر مرزا صاحب اتنا بڑا دعویٰ کرتے ہین۔ تو کوئی معجزہ یا کرامت پہنچی فقرائے اہل اللہ کیطرح کیوں نہیں دکھلا کر لوگون کو قائل و معتقد بناتے۔ کوئی مردہ ہی زندہ کیا ہوتا۔ کوئی غرق آب شدہ کشتی ہی نکالی ہوتی۔ کسی درخت کو ہلا کر بجائے پتون اور

پہلوں کے روپے اور اشرفیاں جھاڑ کر دکھلائی ہوتیں وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں باتیں۔ جو اولیائے اللہ اور صلحائے کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کے سب کر کے دکھلائیں۔ ورنہ ایسا بڑا دعوے مسیح اور مہدی ہونے کا دل سے نکالکر باہر پھینک دیں۔

جنابعالی ناراض نہوں۔ یہ فرقہ احمدیہ نیا فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ آپکی مروجہ اور مشہورہ فرقے چشتی۔ قادری۔ نقش بندی۔ سہروردی۔ نوشاہی۔ حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی۔ جعفری۔ حیدری۔ حسنی۔ حسینی۔ وغیرہ وغیرہ پیچھے بنائے گئے ہیں۔ کیونکہ جن جن لوگوں سے وہ موسوم اور منسوب ہیں۔ وہ سب کے سب رسول پاک محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور انکے نام لیوا اور امتی ہیں۔ احمدی فرقہ خود بذات خاص آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اور موسوم ہونے کا فخر و افتخار رکھتا ہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کے سبب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر و نبوۃ و رسالت کے دو حصہ کر ڈالی۔ تیرہ ۱۳ سال تو احمدی زندگی یعنی جمالی اور دس سال محمدی۔ یعنی جلالی۔ آج کل چونکہ سیف و سنان کا زمانہ نہیں رہا۔ صرف قلم و زبان سے ہی آپس میں سب اہل مذاہب دو دو باتیں کر لیتے ہیں۔ اسی لیئے اہل اسلام کو بھی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی احمدی یعنی جمالی کی طرف عود کر آنا چاہیئے۔ احمدی نام سے موسوم ہو کر اسم بامسمیٰ بنکر دیگر لوگوں کیلیئے نمونہ و اسوہ [illegible] اب آپ غور فرماویں کہ آپ لوگوں کے سارے فرقوں سے احمدی فرقہ کسقدر پورانا اور دیرینہ اور کس پاکذات صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اور موسوم ہے۔ اس فرقہ کا رہبر و پیشوا منہاج نبوۃ پر فنافی الرسول ہو کر مبعوث ہوا ہے۔ کوئی ورد و وظیفہ۔ اپنی طرف سے۔ افراط۔ تفریط کے طور پر گھٹانے بڑھانے کو گناہ سمجھتا ہی۔ سب بدعتیں ضلالت ہیں۔ فریضہ عبادۃ یعنی نماز کو عین وقت پر باقاعدہ زندہ دلی [illegible] سنوار سنوار کر پڑھنا۔ اور ہر ہر موقع قیام و قعود و رکوع و سجود میں جہاں طبیعت میں ذرا رقت اور فروتنی آئی۔ درد دل سے خواہ اپنی بولی ہی میں کیوں نہو دعائیں مانگنا اور فریادیوں اور دادخواہوں کی طرح اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ہمہ تن گریہ و زاری نالے کرنا۔ اور دلی اور جگری سوز و گداز کا سماں باندہ کر تہجد میں راتوں کو اپنے محبوب مولا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اپنی آہوں سے عرش الہی ہلا دینے کی کوشش کرنا سکھلاتا ہی۔ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے کی سعی میں لگے رہنا سمجھاتا ہی۔ اور شرک و بدعت سے تادم مرگ توبہ کرتا ہی۔ سلسلہ شریفہ اس کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا ہی۔ خاندان خود احمدی سمجھہ لو۔ عرس اور قوالی اور وجد اور سازوں اور سرود کی بابت مختصر التماس ہی۔ کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ جن و انسان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عبادت کیلیئے پیدا کیا ہی۔ انسان گویا نوکر ہی۔ اور اللہ تعالیٰ آقا۔ نوکر کو آقا کی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہیئے۔ عبادت کی بھی اقسام ہیں۔ (۱) قولی یا زبانی جیسے نوکر اور ملازم اپنے آقا کی مدح و ثنا کر کے حق نمک ادا کرتے ہیں۔ (۲) بدنی یا جسمانی یعنی ہاتھ پاؤں ہلا کر انواع و اقسام کے کام و کاج کر کے اپنے مالک کو خوش کرنا۔ (۳) مالی یعنی کچھہ گرہ سے خرچ کر کے تحفہ اور ہدیہ پیش کر کے حاکم کو راضی کرنیکی کوشش میں لگے رہنا۔ اسمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد بوجہ احسن ادا ہو سکتے ہیں۔ مگر مقبول و منظور اس حالت میں ہونے کی امید ہو سکتی ہی۔ کہ ایک تو سب کچھہ محض اور خالص خدا ہی کیلیئے اور دوسرا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر ٹھیک ٹھیک اور صحیح صحیح ہو۔ ورنہ رسم اور رواج اور نام اور ناموس وغیرہ کی مد میں داخل ہو کر ضایع اور نابود ہو جاتے ہیں۔ اب آپ فرمایئے کہ (۱) عرس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ایک لاکھہ۔ چوبیس ہزار پیغمبر کا کیا ہی۔ مگر یہ تو ناممکن ہی۔ کیونکہ اتنے تو سال کے دن بھی نہیں ہوتے۔ گھنٹوں اور منٹوں کو بھی تقسیم کرنے بیٹھیں۔ تو مشکل سے ہر ایک بزرگوار کا عرس ہو سکیگا۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس الجھن میں پھنس جاتے۔ تو دین اسلام تھوڑے سے عرصہ میں کس طرح پھیل سکتا۔ اور کفار سے جنگ و جدل کی فرصت کہاں سے ملتی (۲) قوالی۔ ساز۔ سرود۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں ہر قسم کے باجے یعنی جو ہاتھوں سے بجائے جاتے ہیں۔ [illegible] توڑنے پھوڑنے کیلیئے آیا ہوں۔ واقعی اگر آپ ساز اور سرود وغیرہ کے مذاق کے ہوتے تو توحید خدا کبھی شرک و بدعت کی جگہ نہ لے سکتی۔ اور دنیا میں کوئی موحد مسلمان نظر ہی نہ آتا۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ سرود میں لذت بہت ہوتی ہے اور خدا کیطرف محویت اور یکسوئی اس سے حاصل ہوتی ہی۔ لیکن صاحب [illegible] مولود خوان۔ سوز خوان وغیرہ وغیرہ جتنے سر سوز اور باجے گاجے والے فرقے ہیں۔ انمیں سے ہمیں ایک بھی تو مثال کے طور پر کوئی ولی اللہ۔ ملہم من اللہ۔ صاحب کشف و کرامۃ ہمیں نہیں۔ بلکہ ایک سیدھا سادہ مسلمان صالح متقی آدمی ہی بتا دو۔ یہ سب نفس کے فریب ہیں۔ وہ اس بہانہ سے اپنا کام کرنا چاہتا ہے۔ یہی لذۃ اور یکسوئی اور محویت تو نشہ باز بھی پیش کر کے۔ ہر وقت نشہ میں مخمور اور سرشار رہ کر شریعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر الٹا طعن کیا کرتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اگر فرض کر لیں کہ سرود وغیرہ عمدہ اور لذیذ اور نہایت ہی پیاری چیز ہے۔ تاہم خدا کیلیئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کیلیئے اس اپنی محبوب اور پیاری چیز کو ترک فرما دیں۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یہ فرقہ احمدیہ ہرگز ہرگز خشک ملا ہی نہیں۔ جو اس فضل اور انوار و برکات کے بھی قایل نہیں۔ جو انسان پر اللہ تعالیٰ کیطرف سے صادر اور وارد ہونے ممکن اور شدن تواند ہیں۔ مگر ایسے گرے ہوئے بھی نہیں۔ کہ قبروں اور پیروں اور نشست گاہوں۔ درختوں وغیرہ وغیرہ کو پوجنے اور سجدے کرنے لگیں علمائے زمان نے دین اسلام کی خدمت اور حمایت ایسی طور پر کی ہی کہ الٹا نقصان ہوا ہی۔ کیونکہ اسمیں اخلاص اور روحانیت نہیں۔ صرف مردہ بیجان کیطرح الفاظ کی بحث باقی رہ گئی۔ سب سے بڑہ کر ضرورۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس سے تعلق پیدا کرنیکی اور مکالمہ الٰہیہ سے مستفیض ہو کر باقیوں کو بیدار اور آگاہ کرنیکی۔ جو خشک عالم صاحبوں سے مفقود ہے۔ ایسے لوگ دین کی خدمت کیا کریں گے ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ اولیائی اور فقیری یہی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم شریعت حقہ کے مطابق سارے عقاید اور اعمال ہوں۔ سر مو فرق نہو۔ علم ظاہر تو ہے العلم حجاب الاکبر۔ علم باطن سے سدا پاتا ہی۔ انسان کمال اگر ظاہری علماء اور خشک عالموں سے کام چل سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ سلسلہ نبوۃ اور رسالت کا دنیا پر پیدا اور جاری ہی نہ کرتا۔ اور خاتم النبیین افضل المرسلین باعث کائنات فخر موجودات کے بعد ہر صدی کے سر پر مجددوں کا سلسلہ جاری نہ فرماتا۔ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کی سخت ضرورت ہے۔ جو صبغۃ اللہ سے رنگین ہو کر باقی لوگوں کو اپنی رنگ میں اپنی صحبت سے رنگین۔ سر سید صاحب کی محنت اور جانفشانی قابل تحسین و آفرین ہے۔ مگر دنیا کیلیئے یہاں تو عاقبت کی بھی فکر ہو رہا ہی۔ بلکہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھو بغیر نجات نہیں۔ حضرۃ اقدس مرزا صاحب کو نشانات آسمانی۔ تائیدات الٰہی اور خواب اور الہام کشف وغیرہ سے جو دیگر لوگوں کیلیئے [illegible] ہوئے ہیں۔ ان تمام شہادتوں سے انسان شناخت کر سکتا ہی۔ مردہ زندہ کرنا۔ غرق آب کشتی نکالنا۔ درختوں سے بجائے پتوں اور پھلوں کے روپے اور اشرفیاں [illegible] سب کہانیاں ہیں۔ خدا کے کام انسان ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی دعائیں سنتا ہی اور اپنی منشاء کے مطابق خارق عادت نشان بھی دکھلاتا ہے چنانچہ حضرۃ اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود کی دعا سے ہزاروں لاکھوں نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ ماننے والے مان چکے ہیں۔ اور انکار کرنیوالے انکار کیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس فیصلہ ہو جاوے گا۔ مردے زندے ہو رہے ہیں۔ کشتیاں ڈوبی ہوئی کنارے لگ رہی ہیں۔ بلکہ کشتی نوح تیار کر کے بآواز بلند پکار رہے ہیں۔ کہ طوفان سے بچنا ہے۔ تو جلدی کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان عطا ہو رہے ہیں۔ عرفان الٰہی کا دینی دولت کس طرح برس رہا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین

اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم

جی۔ ڈی۔ احمدی۔ رہتاس۔

فرض منصبی مین نقص

اور

انصاری الی البدر کی ضرورت

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو البدر کی اجرا کی اطلاع کیلئے جو ایک اشتہار ہم نے برادران طریقت کیخدمت مین معہ ایک نمونہ اخبار بنام القادیان ارسال کیا تہا - اسمین اس اخبار کے اجرا کی اصل غرض یہ ظاہر کی تھی - کہ امام پاک حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی روزانہ سنت قولی وفعلی اور جو تقریرین اور نکات اور حقائق اور معارف وغیرہ آپ مجلس مین بیان فرماتے ہین - ایک خاص التزام سے البدر کے ذریعہ احباب تک پونچائی جاوین - لیکن اب جب اپنے فرض منصبی کیطرف ہم دیکھتے ہین - تو معلوم ہوتا ہے - کہ اس سے بہت دور جا پڑے ہین - قطع نظر اس کے کہ بیرونجات کے احباب اخبار کے التوا اور ملفوظات کے باضابطہ ضبط پر کسی قسم کی نکتہ چینی فرماوین - ہمین خود اس امر کا کمال افسوس ہی کہ اخبار کی ترتیب چھپائی اور دیگر انتظامی امور کی نگرانی کی وجہ سے ہم صادق کی اوس معیت سے ان دنون محروم رہ گئے ہین - جو کہ جسمانی اور ظاہری طور پر ہمین قادیان مین رہکر حاصل کرنی چاہئے تھے - کیونکہ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام ۸ مئی ۱۹۰۴ء سے لیکر ابھی تک جو کہ ۲ جون ۱۹۰۴ء ہی - گورداسپور مین مقیم ہین اور نہین معلوم کہ کسقدر عرصہ اور وہان گذارنا ہی - اور اس اثنا مین صرف دو دفعہ ایک ایک دو دو دن کیلئے آپ قادیان تشریف لائے ہین ان اوقات مین یہ ہمارا فرض منصبی تھا - کہ آپکے ساتھ رہکر ایک تو معیت حاصل کرتے - دوسرے جو تقریرین مقام گورداسپور مین ہوئین - وہ پورے طور پر ضبط ہوتیں - حالانکہ ان دونو فرائض کی بجا آوری سے ہم قاصر رہ گئے ہین - اس کی وجہ صرف یہ ہی - کہ ایک مطبع اور کارخانہ کی حیثیت سے جسقدر شاف مردان کا ہمارے پاس چاہئے - وہ موجود نہین ہے -

ملفوظات کا ضبط کرنا دو آدمیون کو چاہتا ہی - تاکہ ایک اُنمین سے ہر وقت خدمت والا مین حاضر رہ کر ملفوظات کو قلمبند اور صاف کرکے کارخانہ مین پونچاتا جاوے - اور دوسرا اخبار کی ایڈیٹری کے دوسرے حصہ کو سرانجام دیتا رہے - ان دو آدمیون کے علاوہ ایک اور ایسے شخص کی ضرورۃ ہے - جو کہ مطبع اور چھپائی کاغذ و مصالحہ کی خرید وغیرہ حساب کتاب خط و کتابت کے اہتمام کو اپنے ہاتھ مین رکھے - یہ تین آدمی ایسے ہونے چاہئین - جو کہ بڑی اخلاص اور ہمدردی سے اپنی خدمات کو سرانجام دینے والے ہون - اور ملفوظات کے ضبط اور ان کو ترتیب دینے کا خاص شوق رکھتے ہون - پھر انکے علاوہ ایک کاتب - ایک منشی اور ایک دفتری یا چپڑاسی کیضرورۃ ہی - یہ کل چھ آدمی ہین جن کا کام اسوقت صرف ایک شخص محمد افضل دے رہا ہی - اب اگر وہ گورداسپور ہو - تو قادیان مین نہ خطوط کے جواب دئے جا سکتے ہین - نہ آمدنی کی رقم وصول ہو سکتی ہی - نہ پروف دیکھا جاتا ہے - نہ کاپی صحیح ہو سکتی ہے نہ مطبع کی شاف کی پوری نگرانی کی جاتی ہی - اور اگر وہ قادیان ہو تو پھر ملفوظات کے ضبط کی خدمت رہی جاتی ہی - ہمارے کوئی دوست کہہ سکتے ہین - کہ گورداسپور مین اپنے بہت سے بھائی ہین - کسیکو کہہ دیا جاوے - کہ وہ ملفوظات کو قلمبند کرلے - لیکن ہمارا تجربہ ہی - کہ ملفوظات کو قلمبند کرنیوالا ہی اپھر صاف کرکے لکھ سکتا ہی مگر دوسرا اس خدمت کو نبھا نہیں سکتا -

علاوہ ازین تعہد سے اس خدمت کا بجالانا ذرا مشکل ہے گورداسپور مین ایسے صاحب ہوئے ہین - جو قلمبند کرسکتے ہین - لیکن وہ دوسری خدمات پر مامور ہونے کی وجہ سے اسے بجا نہیں لا سکتے - اس کا مکمل اہتمام صرف کارخانہ ہی کی ذمہ واری اور اُسی کیطرف سے ہو سکتا ہی -

اتنی مشکلات کو اندازہ کرکے ہم ہمیشہ دست بدعا رہتے ہین - کہ خداوند تعالی اپنے خاص فضل سے انمین ہماری دستگیری اس طرح فرماوے - کہ یا تو اخبار کی اشاعت اس قدر وسیع ہو جاوے - کہ اسکی آمدنی اس امر کی متحمل ہو جاوے - کہ ہم تنخواہ پر ایسے آدمی رکھ سکین - یا خدا تعالی ہمارے کسی دی وجاہت اور صاحب مقدرت بھائی کے قلب مین یہ تحریک پیدا کردے - کہ وہ اس دینی اور قومی خدمت کی سرانجام دہی کیلئے کشادہ دلی سے ہمارے دست بازو ہو جاوین - اور جس سرگرمی اور دل سے ہم اسمین ذاتی طور پر مصروف ہین - وہ مالی اور ذاتی طور پر ہمارے ساتھ مصروف ہون - اور اس مشترکہ محنت کے جو ثمرات دینی و دنیوی مولا کریم عطا کرے - اس سے مشترکہ طور پر ہی متمتع ہون - کیونکہ یہ ایک بدیہی امر ہے - کہ قومی اور دینی خدمات بدون باہمی معاونت کے ہرگز چل نہیں سکتے - اور جس راستہ کو دو پاؤن نے قطع کرنا ہے - ایک پاؤن اُسے قطع نہیں کر سکتا - ہر ایک گروہ جس کا مدعا اور مقصد ایک ہی - مثل اعضاء یکدیگر ہے - اور ممکن نہیں - کہ کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہی - بغیر معاونت باہمی اُنکی کے بہ خوبی و خوش اسلوبی ہو سکے - جس حالت مین کہ اخبار کے اجراء سے ہمارا بڑا مقصد صرف مذہب اور قوم کی خدمت ہے - تو اس بات مین ہماری کونسی کسر شان ہی - کہ ہم اپنی قوم کو اس خدمت کی تکمیل کیطرف متوجہ کرین - اور اگر اسمین زر کی ضرورۃ ہی - تو کسی صاحب زر کو تلاش کرین - اور اگر کسی بازو کیضرورت ہے - تو اس بازو کو قوم ہی سے طلب کرین - ہان یہ ضروری امر ہے - کہ جب ہم اپنے وجود کو ایک دینی اور قومی خادم کے رنگ مین پیش کرتے ہین - تو قوم کیساتھ ہمارے معاملات بہت صاف ہونے چاہئین - اور اپنی خدمات کی بجا آوری میں ہمیں اس امر کی ضرورۃ ہی - کہ ہم خدا کی نظر مین امین ہون اور وہ ہم سے راضی ہو - وہان یہ بھی ضروری ہے - کہ ہم قوم کے سامنے بھی امین ثابت ہون - سو الحمد للّٰہ کہ اسوقت تک ہمارے معاملات اپنی قوم کیساتھ بہت صاف ہین - اور قوم کا کوئی ممبر جس وقت چاہے - ہمارے مطبع اور کارخانہ کو دیکھ سکتا ہے - آمد و خرچ کا اندازہ لگا سکتا ہے - اور محض اسی قسم کی بدظنیون سے اپنے دوستونکو بچانے کے لئے ہم نے رسید زر کی اشاعت کا التزام رکھا ہوا ہے - جس کے ذریعہ ہر فرد دولتمند البدر کی سالانہ آمدنی کا میزان کرکے ہماری مشکلات اور ضروریات کو پرکھ سکتا ہے - اور دیکھ سکتا ہے - کہ اخبار مین جو نقص عاید حال ہو جاتے ہین - انمین ہم کہانتک معذور ہین - مطبع کا شاف ہمارے پاس سوائے کاتب کے اسوقت مکمل ہی - ایڈیٹوریل وغیرہ شاف مین بجائے چھ آدمیونکے صرف ایک آدمی کام کر رہا ہے - حالانکہ اس کے ذمہ اوس کے عیال و اطفال کے حقوق کی بجا آوری بھی ہے - جن کیطرف بروقت دیکھنا اوس کا فرض ہے - سو دنیا ان جو کہ تقاضائے بشریت ہے - اس چھوڑ کر ہم نے حتی الوسع معاملات کو .... صاف رکھا ہوا ہی - ہان جس حالت مین کہ ہم نے اپنے کل اوقات البدر کی خدمات مین لگا دیئے ہین - تو اس صورۃ مین یہ ضرور ہمارا حق ہے - کہ بقدر کفاف یا اگر گنجائش ہو تو اس سے کچھ زیادہ اسکی آمدنی مین سے حاصل کرین اور اقل رقم جو اس سے متعلق ہو سکے - وہ اخبار کے اخراجات کی جزو قرار دی جاوے - لیکن اسمین بھی ہم نے حتی الوسع البدر کی ضروریات کو بہرحال مقدم رکھا ہی - اور ان تمام اظہارات اور بیانات سے ہمارا مقصد ہے - کہ ناظرین کسی قسم کی بدظنی ہم پر نہ کر بیٹھین - اور ہمارا وجود انکی لئے کسی ٹھوکر کا باعث نہو - کیونکہ سنا گیا ہی - کہ جب اخبار کی بروقت اشاعت مین فرق آجاتا ہی - تو اخبار کے مضمون وغیرہ کی نسبت کچھ ناگفتنی خیالات بعض احباب کے دلونمین پیدا ہو جاتے ہین - اس لئے ہم نے ضروری سمجھا ہی - کہ اصل واقعات کا اظہار کر دیا جاوے - تاکہ بجائے ناراضگی کے ہمدردی پیدا ہو - اور ہمارے بعض دوست بذریعہ دعا کے ہماری مدد کرین - اور جو مالی اور ذاتی امداد کر سکتے ہین - وہ بذریعہ خط کے ہم سے تعارف پیدا کرین - اور جو خود اس کے اہل نہ ہون - وہ جو اہل ہین - ان کو تحریک کرین -

(محمد افضل)

اہدنا الصراط المستقیم
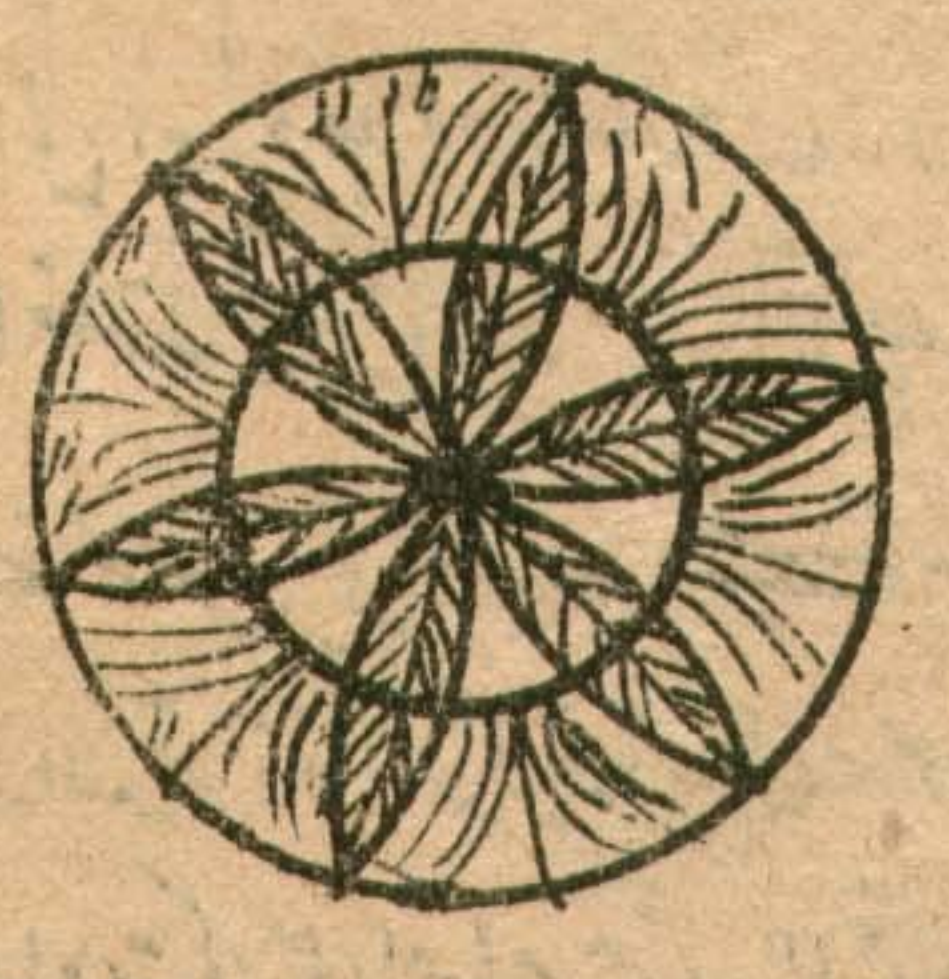
سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف واقعی مین ایک اسم با مسمی سورہ ہے - اور ہر ایک مشکل کیلئے فتح کا دروازہ کہولتی ہی - سب سے پہلی دعا جو اللہ تعالی نے اپنے بندون کو تعلیم فرمائی چاہی ہے - وہ ایسی مین ہے - اور چونکہ خود سورہ فاتحہ اصل اور باقی قران شریف اسکی تفسیر ہے - اسی لیئے جو دعا اسمین رکہی گئی ہی - وہ تمام حاجات - ضروریات اور دعاؤن کی ایک جامع دعا ہے - وہ کیا ہی - وہ اہدنا الصراط المستقیم - صراط الذین انعمت علیہم ہی - اگرچہ اسے لوگ ہر روز پانچون وقت یا اس سے زیادہ اوقات مین کئی کئی دفعہ ورد کرتے ہین - مگر حقیقی طور پر اس سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہی - جو کہ دعا کے آداب سے بخوبی واقف ہو - اور بذات خود یہ ایک الگ علم ہے - جس سے انسان کو دعا مانگنے کا ڈہنگ اور طریق حاصل ہوتا ہے - ہمارے آقا اور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار تاکید فرمائی ہی - کہ نماز مین اہدنا الصراط المستقیم اور صراط الذین انعمت علیہم کی تکرار کثرت سے کی جاوے - اور اس کے معانی پر غور کی جاوے - ایک دفعہ اس مین حضرۃ مولانا حکیم نور الدین صاحب نے اس کلمہ سے فائدہ اوٹہانے کا ایک عجیب طریق تعلیم فرمایا تہا - جسے فائدہ عام کی خاطر ہم یہان درج کرتے ہین -

آپ نے فرمایا - کہ اسمیں خدا تعالی نے ایک منعم گروہ کا ذکر کر کے اس قسم کے انعامات کو طلب کرنیکی ترغیب دلائی ہی اور ہر ایک نعمت خواہ وہ کسی رنگ کی ہو - اولاد - مال - بیوی - گہوڑا - علم - قدرت - کشائش رزق - وغیرہ وغیرہ اور خواہ ایک کافر پر ہی وہ کیون نہو - بہر حال وہ خدا کا فضل ہی - جو اس شخص کے شامل حال ہی - اور ہر ایک حاجت اور اپنے خویش و اقارب محلہ - یا شہر یا اپنے یار دوستون مین سے دیکہہ سکتا ہی کہ جس شے کی مجہکو ضرورۃ یا حاجت ہی - وہ خدا تعالی نے فلان شخص کو عطا کی ہوئی ہے - پس اُسے چاہیئے - کہ وہ نماز مین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر خدا کے روبرو یون عرض کرے - کہ فلان شخص پر تو نے اپنی نعمت کا انعام جیسا کیا ہی - ویسا ہی مجہہ پر کر دے - ہم اسے مثال سے اور واضح کر دیتے ہین - فرض کرو - کہ ایک شخص کو صالحہ اولاد کی ضرورۃ ہی - تو اپنی جان پہچان مین وہ دیکہہ لیو - کہ فلان کو اللہ تعالی نے مجہہ سے پیشتر صالحہ اولاد عطا کی ہوئی ہے - پس وہ خدا تعالی سے یون سوال کرے - کہ جیسے تو نے فلان شخص پر صالحہ اولاد کا انعام کیا ہے - ویسا ہی مجہہ پر بھی فرما - غرضیکہ اس کا اختیار ہی - کہ ہر ایک نعمت کے حصول یا رفع حاجت کیلئے خواہ سلف صالحین مین سے خواہ اکابرین موجودہ سے خواہ عوام الناس مین سے ایک فرد یا گروہ کو انتخاب کرے - جس پر خدا کا فضل اسی رنگ مین اس سے پیشتر ہوا ہی - اور اسے اللہ تعالی کے آگے بطور نظیر کے پیش کر کے خود بھی ویسے ہی مورد انعام ہونیکی التجا کرے -

طاعون سے حفاظت :- آج کل بہت ضرورۃ ہے - اور اسوقت ہم دیکہتے ہین - کہ ایک شخص واحد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خدا نے فضل کیا ہی - کہ انکو اور انکے دار مین رہنے والونکو طاعون سے محفوظ رکہنے کا وعدہ فرمایا ہے - اور اس سے پیشتر بھی جس قدر بہی گذری ہین - اُنمیں سے طاعون سے کوئی ہلاک نہیں ہوا ہی - پس اس سے محفوظ رہنے کیلئے بہی بذریعہ اس دعا کے خدا کا فضل حاصل کرنا چاہیے - یعنے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کیوقت حضرۃ مرزا صاحب اور آپ کے دار والون پر کیا ہے - ویسی ہی مہر دار پر اور مجہہ پر کر - پس جو شخص تضرع اور زاری اور دعا کے پورے آداب بجا لا کر خدا کے آگے اس فضل کا سائل ہوگا - وہ ضرور ہی - کہ وہ محفوظ رہی - کیونکہ کوئی شے دنیا مین ایسی نہیں ہے - جو خدا کے فضل کو محدود یا مخصوص کر سکے - اگر اس کے انعام اور افضال مخصوص اور محدود ہو سکتی تہی - تو پہر اس دعا کی تعلیم سے کیا فائدہ اور اسی دعا پر غور کرنے سے نادان منکر سمجہہ سکتے ہین - کہ نبوۃ کا باب قیامت تک کبھی بند نہین ہو سکتا +

تازہ الہامات

۳۱ مئی سنہ ۶ - انا فتحنا لک فتحا مبینا

یکم جون سنہ ۱۹۰۶ - انی انا الرحمن سا جعل لک سہولۃ فی امر

(۲) انی انا التواب من جاءک جاءنی

(۳) ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ

(۴) سلام علیکم طبتم

(۵) عفت الدیار محلہا و مقامہا - (متعلق طاعون)

(۶) انت منی و انا منک

(۷) عسی ان تکرہوا شیئا و ہو خیر لکم

(۸) (رؤیا) - عطر کی شیشی ہاتہہ میں ہی ہاتہون اور پگڑی پر عطر مل رہے ہین

زراعت کا کالم البدر

ایک افریقہ کے دوست ضلع گوجرات سے تحریر فرماتے ہین کہ چونکہ جماعت احمدیہ کا کثیر حصہ زراعت پیشہ احباب کا ہی - اور وہ حصہ بہی محتاج امداد ہی - اگر آپ کا اخبار دینی تعلیم کیساتہہ ہی چیدہ چیدہ تجارب زراعت اور مفید المزارعین باتین اخبار زمیندار وغیرہ سے لیکر نوٹ شائع کرتا رہے - تو دنیوی فلاح کا بہی باعث ہو - اور اس کام کیلئے زیادہ سے زیادہ ایک کالم کافی ہوگا - اور نیز طبی مشورہ کا نوٹ مثل سابق ضرور اخبار مین ہونا چاہی -

اخبار کے اجرا کا اصل مطلب احمدی مشن کی اشاعت ہے اور جہان تک مین دیکہتا ہون - ابہی تک اُسے پوری طور پر ہم نے نہیں نبہایا ہی - اور نہ بذات خود علمی معلومات مین اسقدر ترقی کی ہی - جسقدر احمدی اخبارات کی ایڈیٹری کیلئے ضروری ہی - تاکہ ہم اون تمام اہم اور ضروری مسائل پر جنکو حضرۃ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حل کیا ہی - مختلف رنگون سے روشنی ڈال سکین - تو ایسی صورت مین اخبار کے میٹر مین دوسرے اجزا کو جن کا اصل مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے - شامل کر لینا - میری نزدیک مناسب نہیں -

اور جس حال مین کہ ابہی اپنے فرض منصبی کے بجا آوری سے ہی ہم قاصر ہین - تو نوافل کیطرف رجوع کرنا اونہی مین منہمک ہونا سوائے نادانی کے اور کیا ہو سکتا ہی -

دین کا تقدم دنیا پر ایک سخت معاہدہ امام کے ہاتہہ پر ہی - اور مجہے خطرہ ہی - کہ اس قسم کی فرمائشون کی تعمیل کر کے مین دیدہ و دانستہ اُس کی مخالفت نکر بیٹہون - خبرون کا حصہ ہم نے البدر مین اسلیئے ایزاد کیا ہی - کہ دنیا کے انقلابات اور مختلف واقعات زمانہ کی یادگار رہ کر بہت سی پیشگوئیون کے ممد و معاون ہوتے ہین - اور اس طرح سے یہ حصہ دین کی ایک جزو ہو جاتا ہی - واللہ اعلم بالصواب

(ایڈیٹر)

سناتن دہرم سبھا گورداسپورہ۔

۲۸ جون کو جبکہ مین گورداسپور مین تھا۔ تو ایک نوٹس گورداسپور کی تمام تونکی دیوارون پر سناتن دہرم سبھا کیطرف سے چسپان دیکھا گیا۔ جسمین لکہا ہوا تھا۔ کہ آج سبھا مین نیوگ کو کھنڈن اور ودہوا دواہ پر لکچر دیا جاوے گا۔ اور لکچرار سوامی آلہ رام صاحب ساگر جو الہ آباد سے تشریف لائے ہوئے ہین۔ اس نوٹس کو پڑہکر مجھے اور میرے دوست جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب سکنڈ ماسٹر اکونہ ملک اودہ کو جو کہ حضرۃ اقدس کی زیارت سے فیضیاب ہونے کیلئے اندنون تشریف لائے تھے۔ شوق ہوا۔ کہ چلکر سبھا کی کارروائی کو دیکھین۔ مغرب کے وقت کچھ عرصہ پیشتر جلسہ شروع ہوا اول بھجن ہوتے رہے۔ اس کے بعد پریزیڈنٹ صاحب کا انتخاب ہوا جنکی افتتاحی تقریر کے بعد سوامی آلہ رام ساگر صاحب تقریر کرنے کے لئے کہڑے ہوئے۔ اور سب سے اول آپنے اپنا بنایا ہوا ایک بھجن پڑہا۔ جس کا بڑا حصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

سنو دیانند یو سخن ہمارا	سنو دیانند یو سخن ہمارا
آریہ مت کے گرنتہ گپوڑے	خبر نہ کیون دل بھیا تمہارا
ستیارتہ پرکاش کو دیکھو	اگنی کا وہ بھرا کھنڈرا
بھاش بھومکا کو بہی دیکھو	اگنی کا کچھ وار نہ پارا
آریہ مت کتھو ہند دہ منتھی	دہرم سناتن نج نگارا
مانو نہ مانو یہ اچھا تمہارا	متر وہی ہے پیغام ہمارا

اس کے بعد ستیارتہ پرکاش مطبوعہ ۱۸۹۹ء کے صفحات [illegible] کے حوالے سے انہون نے بڑی وضاحت اور صفائی سے اس امر کو ثابت کر دیا۔ کہ دیانند نے ایک تو وید کے منترون کے نقل کرنے مین خیانت سے کام لیا ہے۔ دوسرے خلاف واقعہ امور کا اظہار کیا ہی۔ منترون کے وہ معانی کئے ہین۔ جو کہ دیاکرن اور سنسکرت کی صرف ونحو کی رو سے کسیطرح درست نہین ہوسکتے۔

چنانچہ اول اُنہون نے بیان کیا۔ کہ ستیارتہ پرکاش مین لکہا ہوا ہے۔ کہ جس کیساتھ عورت نیوگ کرے۔ وہ دیور ہے لیکن اس کیمتعلق کوئی حوالہ وید یا منو سے ہرگز نہین دیا ہی۔ اور جو منتر اُس کی تائید مین لکہا ہی۔ وہ کہیں وید مین ہرگز موجود نہیں ہے۔ پھر بتلایا۔ کہ چوتھے نیوگی کا نام اس نے پتی (خاوند) قرار دیا۔ اور جس منتر کا اس نے ارتھ کیا ہی۔ اسمین بالکل عوام کو دہوکا دیا ہی۔ وہ اصل سوم بال وستا گندہرب و کار وستا اور اگنی یومن وستا دیوتون کا ذکر ہی۔ جسے وہ نیوگیون سے تعبیر کرتا ہی اور یہ بالکل غلط ہی۔

اس کے بعد انہون نے بتلایا۔ کہ دیانند نے لکہا ہی۔ کہ اگر خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو وہ جورو کو کہی۔ کہ تو نیوگ کر۔ اور لڑکا پیدا کرلی۔ یہ بات بالکل غلط ہی۔ رگ وید ۱۰ منڈل۔ ۱۰ سوکت سے اور ۱۰ منتر اس نے نقل کیا ہی۔ حالانکہ وہان ۱۴ منتر ہین۔ اور ان ۱۴ منترون میں خاوند اور جورو کا بالکل ذکر تک نہیں۔ صرف ایک بہن اور ایک بھائی کی گفتگو کا ذکر ہے۔ کہ بہن اپنے بھائی سے بدفعلی کی درخواست کرتی ہی۔ وہ جواب دیتا ہی۔ کہ ایسا زمانہ آیندہ آنے والا ہے کہ سگی بہن کیساتھ بھائی بدفعلی کرین گے۔ اور اس کے بعد بھائی بہن کو نصیحت کرتا ہی۔ کہ تو اپنا بیاہ کرلے۔ اور اس خیال فاسد سے باز آ۔ اس بھائی اور بہن کے قصہ کو دیانند نے جورو اور خاوند سے تعبیر کیا ہی۔

اس خائنانہ کارروائی کی نسبت ایک دفعہ ولسن صاحب نے پنڈت گورودت سے دریافت کیا۔ کہ دیانند نے بہن بھائی کو میان بیوی کیون بنا دیا ہی۔ اور ایسا ہی سوال بہم سین صاحب نے کیا ہوا۔ مگر کوئی اس کا جواب نہ دیسکا۔ جس کا جی چاہی۔ دیکھ لیوی کہ ان ۱۴ منترون مین نیوگ کا نام تک بھی نہیں ہے۔

ایسے ہی پنڈت دیانند نے یہ بیان کیا ہی۔ کہ خاوند اگر سفر مین گیا ہو۔ تو اس کے سفر کے مختلف مقاصد کے لحاظ سے عورت ۳ و ۶ و ۸ سال تک انتظار کرکے نیوگ کرے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہی۔ اسکی تائید مین جو حوالہ دیانند نے دیا ہوا ہی۔ اسمین یہ بات بالکل نہیں ہی۔ بلکہ وہان تو یہ لکہا ہی۔ کہ عورت بعد انتظار کے اپنے خاوند کا پتہ لیکر وہان اُس کے پاس چلی جاوے۔

علاوہ اس کے اس مسئلہ نیوگ کا خلاف از غیرت ہونا ثابت کیا۔ جس کی نظیر ادنی درجہ کے حیوانون مین بھی نہیں پائی۔ نیوگ کی ایک صورۃ دیانند نے یہ بھی بیان کی ہی۔ کہ اگر خاوند کہ دیچ والا ہو۔ تو دوسرے سے نیوگ کرکے اُس کے خاندان کا وارث پیدا کرے۔ یہ عجیب مسئلہ ہی۔ کہ دم لگین بادشاہ کے اور صابون گہرون کے نام۔

پھر لکہا ہی۔ کہ نیوگ سے جو اولاد ہوگی۔ تو وہ عورۃ کے اصلی خاوند کا بیٹا اور اسی کی قوم کا شمار ہوگا۔ حالانکہ دوسری جگہ دیانند خود لکہتے ہین۔ کہ جس کے ویرج سے جو پیدا ہوتا ہی۔ وہ اُس کا روپ ہوتا ہی۔ اب دونون قول ایک دوسرے کی ضد ہین۔ کسے سچا مانا جاوے۔ وید بھاش بھومکا میں نیوگ کی اور صورتیں لکہی ہین۔ اور ستیارتہ پرکاش مین اور۔

اس کے بعد اپنے سناتن دہرمی بھائیون کو نصیحت بڑے زور وشور کی۔ کہ اس فتنہ اور بیحیائی کی تعلیم سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور آریون سے کسی قسم کا میل ملاپ اور تعلق ہرگز نہ رکھو۔ نہ اپنی اولاد کو انکی اولاد کے ساتھہ پڑہنے بھیجو۔ بلکہ اپنے مدرسہ اور سبھائین الگ قائم کرو۔ دیانند کا منشاء سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ ۲۰ کروڑ ہندونکو اصل مت سے ہٹا کر خراب کرے۔ اُس نے پردہ پر بھی اعتراض کیا ہی۔ کہ ہرگز نہ چاہئے۔

یہ بھی اسکی حماقت ہی۔ وید مین بے پردگی کی اجازت نہین ہی بیوہ کے بیاہ پر ایک دلیل آریہ لوگ یہ دیتے ہین۔ کہ اس سے خدا کی مخلوق یعنی انسان کی آبادی بڑہتی ہی۔ حالانکہ ان نادانون کو اتنی خبر نہیں ہی۔ کہ ایک مرد تو اگر ہزار بیوی کرے۔ تو اسکی ہزار اولاد ہوسکتی ہی۔ لیکن کیا ایک عورۃ زیادہ مرد کرکے زیادہ بچے دیسکتی ہی۔ اس لئے اس سے بہتر امر یہ ہے۔ کہ تعداد ازواج کی تعلیم رائج کرین۔ اور نیوگ اور ودہوا دواہ سے باز رہین پھر آپنے بیان فرمایا۔ کہ ودہوا دواہ کی تائید مین جو منتر منو کی حوالہ سے آریون نے لکہا ہی۔ اور باقی سب چھوڑ دیا ہی۔ منو مین وہان یہ ذکر ہی۔ کہ اگر ایک بھائی کی منگنی کی بات چیت کسی باکرہ عورت سے ہو۔ اور اس اثناء مین وہ مر جاوے۔ تو دوسرا بھائی اس سے بیاہ کرلیوے۔ یہ ہرگز نہیں لکہا۔ کہ وہ عورت شادی شدہ ہو اور بیوہ ہوگئی ہو۔ تو اس کا دوبارہ بیاہ کیا جاوے۔

اثنائے تقریر مین سوامی آلہ رام ساگر صاحب نے بدہوا بواہ کے متعلق عام طور پر یہ بیان کر دیا۔ کہ اس مسئلہ کیمتعلق ہماری کوئی بحث اہل اسلام یا اہل نصاریٰ سے ہرگز نہیں ہی۔ ہماری مخاطب صرف آریہ سماج ہین۔ کیونکہ وہ وید اور منو سمرتی کے غلط حوالہ دیکر پرچار کرتے ہین (گورداسپور مین سناتن دہرم سبھا کے قیام ہونے سے ہمین کمال خوشی حاصل ہوئی ہی۔ کیونکہ آریہ سماج کے قیام سے جو بیحیائی کی تعلیم نوجوان ہندو ذریت مین سرایت کرتی تھی۔ وہ اب نہ کرسکیگی۔ اور اس طرح شریف خاندانونکی اولاد ناگفتنی امور سے محفوظ رہیگی۔ ہم ممبران سبھا سے ملتمس ہین کہ وہ ضلع گورداسپور مین ہر ایک گاؤن مین اسکی شاخیں قایم کرنیکی کوشش کرین۔ اور دیہاتی لوگون مین ہفتہ وار جلسون اور تقریرون کے ہونیکی عادت ڈالین۔ تاکہ آریہ سماج کے فتنہ سے یہ سیدہی سادہی لوگ اور انکی ذریت مامون رہ سکی۔ اور ایسے ہی قادیان مین بھی اپنے لکچرار بھیجکر اُسکی تحریک کرین۔

(ایڈیٹر)

مفت اخبار

میری مکرم دوست محمد علی خانصاحب اسسٹنٹ ہسپتال افریقہ کے عطیات بیادگار مرحوم مین سے جن دو اصحاب کے نام مفت اخبار جاری کرنی باقی تھی۔ انمیں سے ایک کے نام بسفارش حافظ عبدالرحیم صاحب مالیر کوٹلہ اور دوسرے کے نام بسفارش محمد امام الدین صاحب مدرس گولیکی اخبار جاری کر دیا گیا ہی۔ اب کوئی مد مفت اخبار کی کارخانہ مین باقی نہین ہی

(مینیجر)